تعمیر حیات

لکھنؤ

پندرہ روزہ

تہذیب و تمدن کے میدان میں

ایک نیا تجربہ

ہم جس تہذیب و ثقافت کے داعی ہیں اس میں شِکوہ بھی ہے اور تواضع بھی ،
جلادت بھی ہے اور مروّت بھی ،
گہرائی بھی ہے اور گیرائی بھی ،
صلابت بھی ہے اور رقت بھی ،
استقامت بھی ہے اور رواداری بھی ،
اس کی قلمرو میں علوم شریعت و حکمت بھی ہیں اور ادب و شاعری بھی ،
فقر و درویشی بھی ہے اور نفاست اور ذوقِ لطیف بھی ؛
اس کی دلچسپی کے میدان قلعے بھی ہیں اور کتب خانے بھی ،
مدرسے بھی ہیں اور خانقاہیں بھی ،
تحقیق و تصنیف کے حلقے بھی ہیں اور ادبی مجلسیں بھی ،
اس میں ثقافت بھی ہے اور ظرافت بھی ،
سخت جانی بھی ہے اور سُبک روحی بھی ،
اس کے اظہارِ خیال اور اظہارِ کمال کا ذریعہ عربی بھی ہے اور انگریزی بھی ، اُردو بھی ہے اور ہندی بھی ،

یہ وہ ہندوستانی تہذیب ثقافت ہے جو نہ خالص ہندوستانی ہے نہ خالص ایرانی ـــــ نہ عربی نہ عجمی ۔
بلکہ ان سب کے محاسن کا مجموعہ اور تہذیب و تمدن کے میدان میں ایک نیا تجربہ ۔

(مولانا سید ابوالحسن علی ندوی)

حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی حجاز و مراکش اور لندن کے سفر سے بخیر و عافیت لکھنؤ تشریف لے آئے ۔

Regd. No. L.W/NP 56

Phone :- 22946 / 29747

TAMEER-E-HAYAT
FORTNIGHTLY

Nadwatul-ulama Lucknow-226007 (India)

اہل اسلام کے لئے
عظیم پیشکش

برائے ہدیہ تیار ہیں

شرائط ایجنسی

ورلڈ قرآن سوسائٹی
۱۹ ، گلی کبابیان ، جامع مسجد ، دہلی ۱۱۰۰۰۶

ضرورت ہے

ایک تجربہ کار ٹیچر کی جو عربی زبان میں مطالعہ ، تحریر اور گفتگو کی مشق کرا سکے ۔

معیار :- عربی میں کسی اعلیٰ درسگاہ کا "فاضل" (مساوی ایم ۔ اے) دینیات کے درس اور اردو انگریزی زبان پر قادر ۔

تجربہ :- کم از کم پانچ سالہ تدریس کا تجربہ

تنخواہ :- تنخواہ کا تعین معیار تعلیم اور تجربہ کی بنیاد پر طے ہوگا ، تاہم درخواست دہندہ اپنی مطلوبہ تنخواہ کا ذکر کر سکتا ہے ۔

خواہش مند حضرات

اپنی اسناد اور دیگر سرٹیفکٹس کی نقول کیساتھ درج ذیل پتہ پر درخواست بھیجیں ۔

(پتہ انگریزی میں ہو)

دی پریسیڈنٹ مہاراشٹر کاسموپالیٹن ایجوکیشن سوسائٹی ، خان بہادر ہدایت اللہ روڈ ، نیو مودی خانہ پونہ ۱ (مہاراشٹر)

انگوری
جنرل ٹانک

معدہ ، جگر ، اعصاب اور گردوں کو طاقت دیتی ہے ۔
بیماری کے بعد کی کمزوری کو جلد دُور کرتی ہے ۔

دواخانہ طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

ایکو
دورِ حاضر کی بہترین گھریلو دوا
نورانی تیل
ہر قسم کے جسم کے درد ، چوٹ ۔ زخم ۔ جلنے کٹنے کی بہترین دوا

انڈین کیمیکل کمپنی ، مئوناتھ بھنجن (یو ۔ پی)

"تعمیر حیات"
پچاس ہزار ہاتھوں تک پہنچتا ہے ۔
"تعمیر حیات"
میں اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو
فروغ دیجئے ۔

رانا ٹرانسپورٹ کمپنی
۲۱ ۔ زکریا اسٹریٹ کلکتہ ۱
اتر پردیش ، مدھیہ پردیش ، دہلی ، بمبئی
فون نمبر 347440 / 344048
برانچ :- بنارس ، الہ آباد ، لکھنؤ ، کانپور ، پٹنہ ، جبلپور ، آل انڈیا فل ٹرک

تعلیم القرآن

مولانا محمد اویس ندوی

خدا کا ڈر: فلا تخشوا الناس واخشون۔ لوگوں سے نہ ڈرو، مجھ سے ڈرو۔

آدمی اسی سے ڈرتا ہے جس سے کسی نقصان کے پہونچنے کا خیال ہو، ہمارا یقین ہے کہ اللہ کے حکم کے بغیر دنیا کی کوئی طاقت ہم کو کوئی نقصان نہیں پہونچا سکتی ہے، پھر اللہ کے سوا ہم دوسروں سے کیوں ڈریں؟

اوپر کی آیت دو باتوں کا حکم دیا گیا ہے۔

۱۔ پہلا حکم یہ ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی اور سے نہ ڈریں، یعنی خدا کے حکموں پر چلنے میں ہم کو کسی سے نہ ڈرنا چاہئے، مسلمان کی شان یہ ہے کہ اللہ کے سوا ہر ایک کا ڈر دل سے نکال دے اور پوری ہمت کے ساتھ اللہ کے بتلائے ہوئے راستہ پر چلے۔

۲۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ ہم اللہ سے ڈریں یعنی اللہ کے حکموں سے منھ نہ موڑیں، اس نے ہم کو جو باتیں بتائی ہیں، ان کو پورا کریں اور جن باتوں سے روکا ہے ان سے رکیں ہم گھر میں ہوں یا بازار میں، مسجد میں ہوں یا مدرسہ میں، اکیلے ہوں یا سب کے ساتھ، اللہ ہم کو ہر جگہ دیکھ رہا ہے اور ہماری ہر بات کو سن رہا ہے اسلئے ایک سچے فرمانبردار بندہ کی طرح ہم کو اس کے ہر حکم بجا لانے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ صحابہ خدا کے ڈر سے رویا کرتے تھے۔

خدا سے امید: لا تقنطوا من رحمۃ اللّٰہ۔ خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

جس طرح ہم کو خدا کے غضب سے ڈرتے رہنا چاہئے، اسی طرح اس کے رحم و کرم کا امیدوار بھی رہنا چاہئے! اگر خدا کا ڈر آدمی کو غافل، بیباک اور گستاخ نہیں ہونے دیتا ہے تو اس کے رحم و کرم کی امید، مایوس، غمگین اور تنگ دل نہیں ہونے دیتی ہے، مسلمان کو ہمیشہ پُرامید رہنا چاہئے! خدا کے فضل و کرم کی آس نہ توڑنا چاہئے!

امیر ہو کہ غریب، تندرست ہو کہ بیمار، کامیاب ہو کہ ناکام، سب کی امیدیں اسی سے بندھی رہنا چاہئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک بندے سے کہا جائے گا کہ آگ میں داخل ہو وہ دوزخ کے کنارہ پہونچ کر ادھر ادھر دیکھنے لگے گا۔ اور کہے گا، "خدا کی قسم مجھ کو خدا سے اچھی امید اور بھلائی کا گمان تھا، ارشاد ہوگا کہ اسے لوٹا لاؤ میں اپنے بندے کے گمان کے قریب ہوں!

حضورؐ نے ایک صحابی سے مرض الموت میں پوچھا کہ کیا حال ہے؟ کہا کہ یا رسول اللہ اپنے گناہوں سے ڈرتا ہوں اور اللہ سے معافی کی امید رکھتا ہوں، فرمایا جس بندہ کے دل میں ڈر اور امید دونوں جمع ہیں تو خدائے تعالیٰ اس کے ڈر کو دور کر دیتا ہے، اور اس کی امید پوری کر دیا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم کے بھروسہ پر، جان بوجھ کر گناہ نہ کرنا چاہئے! لیکن اگر غلطی سے گناہ ہو جائے تو خدا سے توبہ کرنا چاہئے اور اس کی رحمت کا امیدوار رہنا چاہئے۔

اللہ کے مددگار: یا ایھا الذین آمنوا کونوا انصار اللّٰہ (صف…) اے ایمان والو تم اللہ کے مددگار ہو جاؤ۔

اس آیت میں فرمایا کہ اللہ کے مددگار ہو جاؤ! اللہ ہمارا محتاج نہیں کہ اس کو مدد کی ضرورت ہو، مطلب یہ ہے کہ جس طرح خدا نے ہمارے ہر کام میں ہماری مدد کی ہے، اسی طرح تم اللہ کے دین کی، اور اللہ کے بندوں کی مدد کرو! دین کی مدد اصل میں اپنی ہی مدد ہے، اس لئے کہ دین ہماری ہی بھلائی چاہتا ہے، دین کی سب سے پہلی اور بڑی مدد یہ ہے کہ ہم خود اس پر عمل کریں اس کے بعد جن پر ہمارا اثر ہے ان کو دین کے سچے راستہ پر چلائیں!

جس بات میں دیکھو کہ دین کا پلہ کسی طرح ہلکا پڑ رہا ہے، وہاں اپنا دھن، من، تن سب قربان کر دیں۔

جان، مال، قلم، زبان، دماغ، ہر چیز سے اللہ کے دین کی خدمت کرنا چاہئے۔

محسنِ انسانیتؐ نے فرمایا

- بخیل، اور دے کر احسان جتانے والا، یہ سب جنت سے محروم رہیں گے۔
- بخل اور ایمان ایک دل میں جمع نہیں ہوتے۔
- حسد نیکیوں کو اس طرح کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو بھسم کر دیتی ہے۔
- اللہ تعالیٰ کریم ہے اور کرم اسے محبوب ہے۔ سخی ہے اور سخاوت اسے محبوب ہے۔
- آپس میں محبت، کفایت شعاری، لوگوں سے نرمی کا برتاؤ، خاموشی اور طبیعت کا استقلال یہ اوصاف نبوت کے اجزا میں سے ہیں۔
- ایمان درست نہیں ہوتا۔ جب تک دل کی اصلاح نہ ہو اور دل کی اصلاح نہیں ہوتی، جب تک زبان کی اصلاح نہ ہو۔
- حیا، ایمان کی ایک شاخ ہے۔
- حیا، سراپا خیر ہے۔
- شرم و حیا میں نیکی ہی نیکی ہے۔
- پاکی و طہارت نصف ایمان ہے۔
- ہر دین میں ایک خُلق یعنی بہترین صفت ہوتی ہے اور اسلام کا وہ خُلق حیا ہے۔
- حیا اور ایمان کو ایک جگہ رکھا گیا ہے۔ ان میں سے جب کسی ایک کو اٹھا لیا گیا، تو دوسرے کو بھی اٹھا لیا جاتا ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حیا اور ایمان لازم و ملزوم سے ہیں۔
- انبیائے سابقین سے جو بات لوگوں نے پائی، جس میں تغیر و تبدل نہیں ہوا اور جس کا حکم اب تک باقی ہے وہ یہ ہے کہ جب تو نے شرم کو پس پشت ڈال دیا تو اب جو تیرا دل چاہے وہ کر (بے حیا ہو کر تو سب کچھ کر گزرے گا۔)
- بلند ہمتی ایمان کی علامت ہے۔
- خدا بلند امور کو پسند اور اچھے کاموں کو ناپسند کرتا ہے۔

ہمت بلند دار کہ نزدِ خدا و خلق
باشد بقدرِ ہمتِ تو اعتبارِ تو

- مومن اپنی تلوار اور زبان حق کو بلند کرنے کی کوشش کرتا ہے۔
- بادشاہ جابر کے سامنے کلمۂ حق کا اظہار بہترین جہاد ہے۔
- جو دانستہ ظالم کا ساتھ دے وہ (پورا) مسلمان نہیں۔
- سچا اور امین تاجر قیامت کے دن صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔
- امانت دار تاجر خدا کا دوست ہے۔
- نیک آدمی کے لئے جائز دولت بھی اچھی چیز ہے۔
- حلال روزی کے لئے کوشش کرنا بعد فرض عبادت کے فرض ہے۔
- کوئی شخص اپنے ہاتھ کی کمائی ہوئی روزی سے بڑھ کر اچھی روزی نہیں کھاتا۔
- کسی سے سوال نہ کیا جائے، اور جو بے سوال مل جائے، اسے قبول کیا جائے۔
- تم میں سے کوئی شخص جنگل سے لکڑیاں کاٹے اور ان کا گٹھا پیٹھ پر لاد کر لائے تو اللہ کے نزدیک اس کی یہ محنت اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی کے پاس جائے اس سے سوال کرے اور وہ اسے کچھ دے یا انکار کر دے۔
- جو شخص لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے دروغ مصلحت آمیز سے کام لے وہ جھوٹا نہیں۔
- میں تمہیں بتاؤں صوم و صلوٰۃ اور خیر و خیرات وغیرہ سے افضل کیا ہے۔ بگاڑ میں صلح کرا دینا۔
- لوگوں کے باہمی تعلقات میں خلل انداز ہونا آدمی کی ساری نیکیوں پر پانی پھیر دیتا ہے۔
- دو آدمیوں کے درمیان عدل کرنا، صدقہ و خیرات کی طرح موجب اجر و ثواب ہے۔
- ایک ساعت انصاف (برہا برس کی) عبادت سے بہتر ہے۔
- جس کام میں اللہ کی نافرمانی ہو اس میں کسی کی اطاعت جائز نہیں۔

تعمیر حیات

لکھنؤ — پندرہ روزہ

۱۰ر جون ۱۹۷۶ء — ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۹۶ھ

جلد نمبر ۱۳ — شمارہ نمبر ۱۵

زر اشتراک اندرون ہند مع محصول ڈاک:

سالانہ ۱۲ روپے، ششماہی سات روپے۔ فی پرچہ ۶۰ پیسے

بیرون ہند مع محصول ڈاک،

بحری ڈاک سے،	ایک پاؤنڈ ۶ شلنگ
ہوائی ڈاک سے، امریکہ و کناڈا اور یورپین ممالک،	۳ پونڈ
افریقہ، مشرق وسطیٰ اور مشرق بعید کے ممالک،	۲½ پونڈ
پاکستان:	۳۰ روپے
بنگلہ دیش:	۱۵ روپے

اس دائرے کا سرخ نشان ضروری اطلاع ہے کہ آپ کی مدت خریداری ختم ہو گئی ہے۔ "تعمیر حیات" آپ اور آپ کے حلقۂ تعلق کی اہم ضرورت ہے — لہٰذا اولین فرصت میں آئندہ سال کے لئے زر اشتراک بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں یا پرچہ جاری رکھنے کا ارادہ نہ ہو تو مطلع فرمائیں۔ پندرہ دن میں زر اشتراک یا ممانعت کی اطلاع نہ آنے کی صورت میں پرچہ وی۔ پی سے روانہ کیا جائیگا۔ جس کی وصولیابی آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ وی۔ پی کے زائد مصارف خریدار کے ذمہ ہوں گے۔

براہ کرم خط و کتابت اور منی آرڈر کوپن پر اپنا مکمل پتہ اور نمبر خریداری ضرور لکھ دیا کیجئے۔

اس شمارے میں

تہذیب و تمدن کے میدان میں ایک نیا تجربہ۔ تعلیم القرآن۔ محسنِ انسانیتؐ نے فرمایا۔ اداریہ، سوچنے کی بات۔ "یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں"۔ نئی نسل کی قتل گاہیں۔ مطالعہ کی میز پر۔ "کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ"۔ ندائے ندوہ۔ جزیرہ کریٹ پر اسلام کی روشنی۔ ندوہ کے شب و روز

پرنٹر، پبلشر، مسؤل سید محمد حسنی نے جے۔ کے آفسیٹ پرنٹنگ پریس دہلی سے طبع کرا کر دفتر "تعمیر حیات" ندوہ پوسٹ بکس ۹۳ لکھنؤ سے شائع کیا۔

اڈیٹر: اسحاق جلیس ندوی

کتابت: جلال الدین بستوی ندوی

سوچنے کی بات

حیات انسانی کے لئے ہوا، پانی اور غذا ناگزیر ہے۔ ناگزیر ضرورت کے اعتبار سے ترتیب بھی یہی رہے گی (۱) ہوا (۲) پانی (۳) غذا۔

انسان کو تین دن پانی یا کھانا نہ ملے تب بھی وہ جی سکتا ہے، تاریخ انسانی میں ہزاروں انسان مسلسل فاقوں کا شکار رہے ہیں۔ لیکن اگر تین دن کے بجائے تین گھنٹے یا چند منٹ کے لئے انسان ہوا سے محروم ہو جائے تو اس کا دم گھٹ جائے گا اور اس کا زندہ رہنا ممکن نہیں۔ انسانی زندگی کی اس ناگزیر ضرورت کو اللہ تعالیٰ نے وافر مقدار میں فراہم کیا ہے، ہر وقت وہ اسے مہیا کرتا ہے اور بلا قیمت و بلا محنت اور بلا "راشننگ" اسے یہ حاصل ہوتی ہے۔ یہی حال انسانی زندگی کے لئے دوسری ناگزیر ضرورت پانی کا ہے۔ حیات کے لئے پانی کی بڑی اہمیت ہے، "وجعلنا من الماء کل شیء حیا" قدرت نے اس کی بھی ایسی فراوانی کر دی ہے کہ یہ انتہائی قیمتی چیز بلا قیمت مل جاتی ہے۔

جہاں تک غذا کا تعلق ہے اس میں محنت اور قیمت دونوں لگانا پڑتے ہیں۔ لیکن قدرت نے یہاں بھی انسان کو بے بس و مجبور نہیں کیا۔ انسانی جسم کی ساخت، اس میں حرکت و عمل کی طاقت، اور اس کے ذہن و دماغ کی صلاحیت محنت میں معاون بنتی ہے، پھر قدرت نے انسان میں کمانے کا رجحان فطرتاً رکھ دیا ہے۔ پیٹ کا تقاضہ اسے مجبور کرتا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ پیر کو ضروریات زندگی کی یافت میں استعمال کرے۔

انسان اپنے خورد و نوش کا سامان زمین سے حاصل کرتا ہے۔ قدرت نے اس کرۂ ارضی پر لاکھوں مربع میل خشکی رکھی ہے۔ دنیا میں جتنے بھی براعظم ہیں ان کی بلکہ دنیا کے تمام ممالک کی زمین کا سروے کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ انسان نے خشکی کا ¼ حصہ بھی اپنے استعمال میں نہیں لایا، وہ زمین کے ایک محدود رقبہ کو اپنی رہائش، باغات اور کھیتی کی طور پر استعمال کر رہا ہے۔

آپ بس یا ٹرین سے کسی مقام کا سفر دنیا کے کسی بھی خطے میں کریں تو آپ کو میلوں تک افتادہ زمین اپنے پوشیدہ خزانوں کو اگلنے کے لئے انسانی ہاتھوں کی منتظر نظر آئے گی۔ قدرت نے اپنی طرف سے کوئی کمی نہیں کی لیکن انسان کو اس کے صحیح استعمال کا ڈھنگ نہیں آ رہا ہے۔

کائنات کی تخلیق، اس میں مختلف سیاروں کا باہمی ربط اور توازن، کرۂ ارضی جس میں انسان بستا ہے اس میں لاکھوں قسم کے جاندار اور ان کی مرغوب غذا کی فراوانی، غرض انفس و آفاق کے بیشمار مظاہر کسی منکر خدا کو بھی اس بات کے تسلیم کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں کہ یہ کائنات اتفاقات کے نتیجہ میں وجود میں نہیں آئی بلکہ اس کا ایک ایسا خالق ہے جو ریاضی کے دقیق اصولوں اور توازن کی باریکیوں سے واقف ہے۔ کائنات کا پورا نظام منضبط اصولوں پر قائم اور جاری ہے۔

ایک غور طلب نکتہ یہ بھی ہے کہ کیا کائنات کا خالق اپنی اس حسین و دلآویز، متوازن و موزوں تخلیق کے بعد نعوذ باللہ معطل ہو گیا ہے؟ اس نے نظام عالم کو فطرت کے سپرد یا اپنے نائبین یا خام عقل بندوں کے حوالے کر دیا ہے؟

قرآن مجید اس سلسلے میں نسل انسانی کی صحیح رہنمائی کرتا ہے، اسلامی عقیدے میں اللہ تعالیٰ صرف خالق (CREATOR) ہی نہیں بلکہ اس کا منتظم و مدبر (ADMINISTRATOR) بھی ہے۔ وہ دنیا بصیر ہے کہ نسل انسانی کی ہر ضرورت، ہر پیچیدگی اور ہر مسئلہ اس کی نگاہ دوربیں پر عیاں ہے۔

اس حقیقت کے بعد انسان کا اپنے مسائل میں خود ساختہ تدبیریں ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس۔ کی عملی تفسیر بن جاتی ہیں۔ دنیا میں انسانوں کے کرتوتوں سے نسل انسانی مسلسل مصائب و پریشانیوں کا شکار ہے۔ مذہب دشمنی، خدا بیزاری اور اپنی محدود عقل پر غیر معمولی اعتماد کا مرض دور کر کے مسائل کو حل کیا جائے تو ہماری پریشانیاں یقیناً دور ہوں گی۔

ہندوستان ایک زراعتی ملک (agricultural country) ہے، اس کی ۸۰ فیصد آبادی دیہاتوں پر مشتمل ہے لیکن یہ غذا میں خود کفیل نہیں — امریکہ صنعتی ملک ہے اس کی شہرت زراعتی ملک کی حیثیت سے نہیں تاہم وہ نہ صرف اناج کے معاملے میں خود کفیل ہے بلکہ پی۔ ایل ۴۸۰ کے تحت وہ دنیا کے کئی ممالک کو اناج فراہم کرتا ہے امریکہ سے اناج درآمد کرنے والے ممالک میں ہمارا زراعتی ملک سرفہرست ہے ہندوستان کے عوام جس پی۔ ایل ۴۸۰ کے امریکی گیہوں کے لئے گھنٹوں راشننگ کی دکانوں کے سامنے قطار میں کھڑے ہوتے ہیں وہ گیہوں امریکہ میں نہ صرف جانوروں کو دیا جاتا ہے بلکہ قیمتوں کے بین الاقوامی توازن کو اپنے حق میں کرنے کے لئے کروڑوں ٹن گیہوں سمندر میں پھینک دیا جاتا ہے۔

امریکہ نے حال ہی میں سوشلسٹ روس کو بھاری مقدار میں اناج بھیجا ہے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ ایک صنعتی ملک پوری دنیا کو اناج فراہم کر رہا ہے اور ہمارا امتیاز ایک زراعتی ملک کی حیثیت سے ہے لیکن ہم اپنے غذائی مسئلہ کو حل کرنے اور مستقبل کے اندیشوں کو دور کرنے کے لئے ان طریقوں پر کروڑوں روپے صرف کر رہے ہیں جو فطرت انسانی، احترام انسانیت کے منافی اور مسئلہ کے قابل اعتماد حل کے اعتبار سے مشکوک ہیں۔؟

شیخ التفسیر دار العلوم ندوۃ العلماء کی طویل علالت

حضرت مولانا محمد اویس صاحب ندوی نگرامی مدظلہ شیخ التفسیر دار العلوم ندوۃ العلماء ادھر عرصے سے صاحب فراش ہیں، لکھنؤ کے میڈیکل کالج میں کئی روز تک موصوف زیر علاج رہے ہیں، بارہا ایسی تشویشناک حالت ہوئی کہ اہل تعلق اور تیمار دار بڑے فکر مند ہو گئے۔

مولانا اویس صاحب مدظلہ اپنے علمی وقار، مخصوص دلنشیں درس، طلباء سے بے پناہ شفقت و محبت اور اپنی مادر علمی سے والہانہ تعلق کی وجہ سے ایسے ہر دلعزیز ہیں کہ اپنی علالت کی بنا پر اگر ہما چار روز بھی ناغہ ہر شخص نمایاں کمی محسوس کرتا ہے۔ حضرت مولانا سید سلیمان ندوی کے تلمیذ رشید رہ کر مولانا محمد اویس صاحب ندوی مدظلہ نے جو علمی امتیاز اور منفرد مقام حاصل کیا اللہ تعالیٰ میں سے تادیر مستفید ہونے کا موقع انہیں صحت کلی عطا فرما کر ہم سب کو نصیب فرمائے۔

قارئین "تعمیر حیات" سے خصوصی دعا کی درخواست

علاء الدین رانچوی

"یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں"

●●

عبدالواحد بن زید کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ سمندری سفر کر رہے تھے، ہوا مخالف ہونے کی وجہ سے ہم ایک نامعلوم جزیرے میں جا پڑے وہاں ایک شخص کو دیکھا کہ پتھروں کے سامنے سجدہ ریز ہے، ہم نے اس سے کہا کہ اس طرح کے بہت سارے پتھر تو صحرا، میدانوں اور راستوں میں پڑے رہتے ہیں یہ خدا ہرگز نہیں ہو سکتے بت پرست :۔ تو تم لوگ کس کی عبادت کرتے ہو۔؟

عبدالواحد :۔ ایک خدائے حقیقی (اللہ) کی۔

یہ اللہ کیا چیز ہے ؟

اللہ اس برتر و بالا ہستی کا نام ہے جس کی بادشاہت آسمانوں اور زمینوں پر چلتی ہے جس کے قبضۂ قدرت میں ساری کائنات کی جانیں ہیں، جو مُردوں کو جلاتا اور زندوں کو مارتا ہے جس نے انسانوں اور ساری مخلوقات کو پیدا کیا وغیرہ وغیرہ ......

لیکن یہ سب باتیں کیسے معلوم ہوئیں ؟

اس معبودِ حقیقی نے ایک عظیم ہستی کو ہمارے درمیان نبی بنا کر بھیجا جس نے ہمیں ہر چیز کی تعلیم دی، بھٹکے ہوئے انسانوں کو ہدایت کی شمع دکھائی جسے خدا کا رسول، قاصد، فرستادہ کہا جاتا ہے۔

رسول کہاں ہے ؟

جب دین کی تکمیل ہو چکی، ان کی ضرورت باقی نہیں رہی تو خدا نے اپنے پاس بلا لیا۔

لیکن کوئی علامت بھی موجود ہے ....؟

ہاں، ہاں کیوں نہیں یہ قرآن، اللہ کی کتاب ہے۔

ذرا ہمیں بھی دکھائیے ؟

اب ہم آیات قرآنی کی تلاوت کر رہے تھے اور اس کی آنکھیں اشکبار تھیں۔

تلاوت کا سلسلہ ختم ہوا تو کہنے لگا، اس کتاب کے پہونچنے کے بعد انکار و سرکشی کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی اب وہ مشرف بہ اسلام ہو چکا تھا ہمارے ساتھ چلنے کو تیار تھا ہم نے اسے فرائض و احکام بتائے اور چند سورتیں بھی یاد کرائیں۔ جب ہم رات کو سونے کی تیاری کر رہے تھے اس نے کہا کیا ہی خدا بھی رات کو سویا کرتا ہے ؟

نہیں ؛ وہ تو ایسی صفات کا حامل ہے کہ نہ وہ سوتا ہے نہ اسے نیند آتی ہے نہ ہی اسے انسانی عوارض لاحق ہوتے ہیں۔ وہ حی و قیوم ہے۔

اگر ایسی بات ہے تو یہ تو بڑی بے جا حرکت ہوگی کہ معبود (آقا) تو جاگتا رہے اور عبید (غلام) آرام و آسائش کے مزے لوٹتا رہے۔

کچھ دنوں بعد جب یہ خبر ملی کہ اسکی آخری گھڑی ہے جب حاضر ہوا تو موت کی ہچکیاں لے رہا تھا میں نے پوچھا کسی چیز کی خواہش تو نہیں ہے ۔؟

انتہائی متانت و سنجیدگی سے جواب دیا، تمام خواہشات و ضروریات تو وہ معبودِ حقیقی پورا کر چکا ہے جو آپ کو اس جزیرے تک لایا تھا۔ یہ کہہ کر اس نے دم توڑ دیا۔

عبدالواحد کہتے ہیں کہ رات کو میں نے خواب دیکھا کہ وہ شخص ایک خوبصورت چمن میں ہے طرح طرح کے پھلوں سے اس کی خاطر و مدارات کی جا رہی ہے۔ اس کے ساتھ ایک حسین و جمیل، حور پیکر عورت بھی ہے اور وہ اس آیت کریمہ کو بار بار پڑھ رہا ہے :۔

"والملٰئکۃ یدخلون علیہم من کل باب سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار۔"

(صفۃ الصفوۃ ص ۳۳۰ ج ۴)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یزید الرقاشی کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ بصرہ کے ایک بڑے بزرگ اور خدا ترس عالم کی خدمت میں حاضر ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ ان کے اہل و عیال اعزہ و اقارب سبھی لوگ ان کے ارد گرد جمع ہیں ان کی آخری گھڑی ہے موت و زیست کی کشمکش میں پڑے کراہ رہے ہیں بوڑھے باپ نے بیٹے کو مایوسانہ نظروں سے دیکھا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ بزرگ نے رونے کا سبب پوچھا بوڑھے باپ نے جواب دیا تمہارا اضطراب و پریشانی دیکھی نہیں جاتی، تمہارے بعد زندگی میں وحشت و تنہائی کے سوا کچھ بھی نہ ہوگا ماں کی طرف دیکھا تو وہ بھی گریہ و زاری کر رہی تھیں، کہا میری پیاری اور اچھی ماں تو کیوں رو رہی ہے کیا وجہ ہے ؟ اس نے جواب دیا تم اتنی جلد ہم سے بچھڑ رہے ہو، تمہاری مفارقت کا غم کیسے برداشت کروں گی، بیوی اور چھوٹے چھوٹے معصوم بچے بھی سراپا حزن و ملال بنے آنسو بہا رہے تھے ان سے بھی وجہ دریافت کی جواب دیا کہ آپ ہمیں یتیم و لاوارث چھوڑے کہاں جا رہے ہیں اب ہماری دیکھ بھال اور پرورش کرنے والا کون ہوگا غرضیکہ پورا گھر ماتم کدہ بنا تھا۔ بزرگ نے انہیں اور اپنے قریب بٹھاتے ہوئے ان سے یوں خطاب کیا میں سبھوں کو دیکھ رہا ہوں کہ میری دنیا کے چھوٹنے پر اظہار ماتم کر رہے ہیں لیکن کوئی میری آخرت کی فکر میں آنسو نہیں بہاتا، عذاب قبر کے تصور سے کوئی نہیں روتا، منکر نکیر کے باز پرس کے خوف سے کوئی ماتم نہیں کرتا بارگاہ خداوندی میں حاضری کے ڈر سے کسی پر کوئی اثر نہیں پڑتا اتنا کہہ کر ایک دلدوز چیخ ماری اور ہمیشہ کے لئے اپنے اہل و عیال سے جدا ہو گئے۔

(صفۃ الصفوۃ ص ۳۱ ج ۳)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ابراہیم خواص کہتے ہیں کہ میں اپنے خالی اوقات میں دریا کی طرف سیر و سیاحت کے لئے نکل جاتا وقت گذاری کے لئے کھجور کے پتوں کو کاٹ کاٹ کر ٹوکری کی شکل بناتا اور انہیں اور انہیں دریا میں ڈال دیتا میرا ایسا کرنا محض طبیعت کے تقاضے سے تھا چنداں کوئی دوسری غرض شامل نہ تھی جب ایک عرصہ گذر گیا تو ایک دن خیال آیا کہ کیوں نہ ان ٹوکریوں کا سراغ لگاؤں کہ یہ کہاں جا کر رکتی ہیں اس مقصد سے دریا کے کنارے کنارے چلتا رہا، جب کافی دور نکل گیا تو ایک بڑھیا پر نظر پڑی جو بیٹھی رو رہی تھی۔ میں نے رونے کا سبب پوچھا تو بتایا کہ پانچ یتیم بچے ہیں شوہر داغ مفارقت دے چکا ہے اب فکر معاش دامنگیر ہے اب تک تو یہاں آیا کرتی اور ندی سے ٹوکریاں نکال لے جاتی اور اس طرح بچوں کا پیٹ پالتی لیکن دو دنوں سے یاس و حسرت کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا (یہ سن کر ابراہیم خواص پر گہرا اثر پڑا دعا کے لئے اپنے ہاتھوں کو اٹھا دیا اور کہنے لگے) خدایا کاش کہ مجھے معلوم ہوتا کہ میرے پانچ یتیم بچے ہیں تو میں اپنے کام میں مزید اضافہ کر دیتا، عورت سے کہا اب تمہیں غمگین ہونے کی ضرورت نہیں ٹوکریاں میں ہی بنا بنا کر ڈالتا تھا آج کے بعد میں ان یتیم بچوں کی کفالت انکی خدمت اپنی زندگی کا عظیم مقصد سمجھوں گا۔

(صفۃ الصفوۃ ج ۴ ص ۳۰)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عبداللہ ابن الفرج سے موصل کے ایک نصرانی شخص کا سبق آموز واقعہ منقول ہے جو اپنی کنیت ابو اسمٰعیل سے مشہور و معروف تھا، کافی رات گئے، ایک مرتبہ اس کا گذر ایک عارف باللہ بزرگ کے گھر کے پاس سے ہوا جو تہجد کی نماز میں مشغول تھے، اس کے کانوں تک اس آیت کریمہ کے پڑھنے کی آواز آئی،

"ولہ من اسلم فی السمٰوٰت والارض طوعًا وکرھا والیہ ترجعون" یہ سنا ہی تھا کہ ایک زوردار چیخ ماری اور گر کر بیہوش ہو گئے صبح کو جب افاقہ ہوا تو فوراً بزرگ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے، ابھی چند ہی مہینے گذرے تھے کہ عید کے موقع پر لوگ عید گاہ سے واپس ہو رہے تھے انہوں نے شہر میں کہیں دھواں اٹھتے دیکھا فوراً آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور فرمانے لگے لوگوں نے تو اپنے حقوق و فرائض بڑی حد تک ادا کر دئے ہیں بارگاہ ایزدی میں بڑی بڑی قربانیاں پیش کی ہیں۔ اے میرے خدا میرے محبوب کاش میں بھی اپنی جان تمہاری راہ میں لٹا سکتا یہ کہتے ہوئے بیہوش ہو گئے افاقہ ہوا تو پھر اسی حال میں حاضری دی اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھا دیں اور یوں دعا گو ہوئے بار الہا تو میرے حزن و ملال سے خوب اچھی طرح واقف ہے اب میں اس تنگ و تاریک دنیا میں زیادہ دنوں زندہ نہیں رہ سکتا۔ زندگی دو بھر معلوم ہوتی ہے مرے محبوب تو کب تک ہمیں اس قید و بند میں رکھے گا اور اب بار بار بیہوشی کا دورہ پڑ رہا تھا جب پانی کا چھینٹا دیا جاتا تو چند لمحوں کے لئے افاقہ ہوتا لیکن یہ سلسلہ زیادہ دنوں تک باقی نہ رہ سکا اور وہ دنیائے فانی کو چھوڑ کر اپنے محبوبِ حقیقی سے ہمیشہ ہمیش کے لئے جا ملے۔

(صفۃ الصفوۃ ج ۴ ص ۱۶۰)

مطالعہ و تحقیق

سید ضیاء الحسن ندوی

نئی نسل کی قتل گاہیں

افریقہ میں اسلام کے خلاف عیسائی مشنریاں جس سازش اور خونریز جنگ میں مصروف ہیں اور جتنے منظم طریقہ سے وہ اسلام کی بیخ کنی پر تلے ہوئے ہیں اس پر روشنی ڈالنے کے لئے کم از کم ایک ایسی مختصر رپورٹ تیار کرنا ضروری ہے جس میں اتنے دلچسپ مگر حقیقی اعداد و شمار پیش کئے جائیں جو کسی خیالی داستان یا افسانے کا ٹکڑا معلوم ہوں۔ مندرجہ ذیل خاکہ اسی مقصد کے تحت پیش خدمت ہے:۔

۱۔ براعظم افریقہ میں مشنریوں کی تعداد اٹھارہ ہزار تین سو اڑتیس (۱۸۳۳۸)

۲۔ ان کے ساتھ تعاون کرنے والے اور ان کے مستقل مددگار پچپن لاکھ (۵۵۰۰۰۰۰)

۳۔ کالج یونیورسٹی، اور اعلیٰ تعلیم اداروں کے علاوہ صرف چرچ کے ماتحت تبلیغی ادارے ۱۶ ہزار ۶ سو اکہتر (۱۶۶۷۱)

۴۔ مشنریوں کی زیر نگرانی چلنے والے تعلیمی ادارے پانچ سو (۵۰۰)

۵۔ پادری اور مبلغ تیار کرنے والے خالص مذہبی ادارے چار سو نواسی (۴۸۹)

۶۔ مشنریوں کے قائم کردہ بچوں کے نرسری اسکول جن کا مقصد معصوم بچوں کو والدین کی آغوش سے چھین لینا ہے۔ ان کی تعداد ایک ہزار ایک سو تیرہ (۱۱۱۳)

۷۔ جن مسلمان بچوں کی تعلیم و تربیت صرف عیسائی مشنری کر رہے ہیں، ان کی تعداد اکیاون لاکھ نوے ہزار چھ سو (۵۱۹۰۶۰۰)

۸۔ اس تصویر کو مکمل کرنے اور معلومات کو زیادہ واضح کرنے کے لئے ان شفاخانوں کا تذکرہ ضروری ہے جو مشنری عطیات سے چل رہے ہیں اور جو نہ صرف مفت دوائیں تقسیم کرتے ہیں بلکہ صلیبیں، انجیل اور اپنی خاص دواؤں کی کتابیں بھی ہر مریض کو تحفہ میں پیش کرتے ہیں، ایسے شفاخانے کی تعداد ایک ہزار پانچ سو چوبیس (۱۵۲۴)

۹۔ اسلامی ممالک میں مسیحیت کی تبلیغ کے لئے پاپائے اعظم کا مخصوص فنڈ ۵۰ کروڑ ڈالر (۵۰۰۰۰۰۰۰۰)

۱۰۔ افریقہ میں امریکی و کناڈائی مشنریوں کے عطیات تیس لاکھ ڈالر (۳۰۰۰۰۰۰)

۱۱۔ آئرش اور انگریزی عطیات اکیس لاکھ ڈالر (۲۱۰۰۰۰۰)

۱۲۔ دوسری پروٹسٹنٹ تنظیموں کے عطیات دس لاکھ ڈالر (۱۰۰۰۰۰۰)

۱۳۔ ایشیائی اور ہندوستانی مشنری عطیات دس لاکھ (۱۰۰۰۰۰۰)

اب تک جن تنظیموں اور مشنری اداروں کا ذکر کیا گیا وہ غیر سرکاری اور ذاتی طرز کے ادارے تھے، ان کی روشنی میں اس زہر کا آسانی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے، دنیا کی عظیم حکومتیں تبلیغ مسیحیت پر صرف کر رہی ہے، لیکن جس چیز سے کچھ ڈھارس بندھتی ہے اور یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس دین کی حفاظت کرنے والا ایک قادر مطلق موجود ہے۔ وہ یہ ہے کہ سلطان مبلغین کی دعوت پر لبیک کہنے والے پندرہ فیصدی افریقیوں کے مقابلے میں عیسائی مشنریوں کی دعوت قبول کرنے والوں کی تعداد صرف دو فیصدی ہے جب کہ مسلمانوں کے پاس مادی وسائل نہ ہونے کے برابر ہیں، انکا تکیہ صرف خدا پر ہے اور ان کی انتھک جدوجہد کا باعث صرف خلوص، قربانی اور اللہ کے راستہ میں مر مٹنے کا جذبہ ہے۔

اس بات سے خوشی ہوتی ہے حکومت کویت کی اوقات اور اسلامی امور کی وزارت نے اس کام کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے اور اس پر مناسب توجہ دے رہی ہے، اس کا بدل یقیناً انہیں خدا کے یہاں ملے گا۔

امید ہے کہ ان تکلیف دہ اعداد و شمار اور تلخ حقائق کے اظہار سے ہمارا شعور بیدار ہوگا۔ بزدلی اور احساس شکست ہمارے قریب بھی نہ پھٹکیں گے، اس لئے کہ مریض جب تکلیف کو محسوس کر لیتا ہے اور کسی حد تک اس کی تشخیص کر لیتا ہے، تو یہ در اصل مرض کے خاتمہ کی طرف شفا کی راہ میں پہلا قدم ہوتا ہے۔

تنہا یہ اعداد و شمار عیسائی مشنریوں کی عالمی سرگرمیوں اور اس عظیم سامراجی خطرہ پر روشنی ڈالنے کے لئے کافی نہیں ہیں ذرا گہری نظر سے دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوگا کہ سوڈان میں جنوب و شمال کی کشمکش اور شام میں فرقہ وارانہ رجحانات کے پیچھے انہیں مشنریوں کا منحوس ہاتھ ہے۔ یہ ہر مسلم علاقہ کا اصل مرض ہیں اور ان کی تمام پریشانیوں کی جڑ ہیں۔ انصاف کی بات یہ ہے کہ میں ان سارے حقائق کا ذکر کر دوں اور وہ تمام سنگین اعداد و شمار پیش کر دوں جن سے مرض کی سنگینی اور دوا کی کمیابی کا اندازہ ہو سکے۔

اڈونٹ بہادروں اور متحمل مزاجوں کا ملک، مصائب و آلام کے پہاڑ کے نیچے ہنس کھیل کر زندگی گذار رہا ہے ــــ ملک میں پورے دو سو اسکول ایسے چل رہے ہیں جن کا صرف ایک مقصد اور اسی کے لئے وہ دن رات ایک کر رہے ہیں۔ وہ یہ کہ ایک ایسی نسل پروان چڑھے جس کے دل میں نہ عقیدے کا احترام ہو، نہ اپنے مذہبی ترکہ پر ایمان اور نہ اس کے وجود کا احساس جب یہ بات معلوم ہے کہ اڈون کی آبادی ابھی تک بیس لاکھ سے زائد نہیں ہے تو یہ اندازہ کرنے میں کوئی دقت نہیں ہونی چاہئے کہ ذہن و فکر کو مسموم کرنے والے یہ شیطانی کارخانے معصوم دل و دماغ پر کیا اثرات ڈالیں گے اور ہماری بھولی بھالی نسل کس طرح ان ظالموں کا شکار بنے گی ــ ایسا نہیں ہے کہ یہ محض خیالی باتیں ہوں یہ تو ایسے اعداد و شمار ہیں جو چیخ چیخ کر حقیقت کا اظہار کر رہے ہیں، شاید ان کی آواز سے نیند کے ماتوں کی آنکھ کھل جائے اور اونگھنے والے اس بات سے ہوشیار ہو جائیں کہ مسلمان نسل کا المیہ ایک یا دو یا دس عیسائی مدرسوں ہی تک محدود نہیں ہے۔ اس المناک داستان کو بڑی طویل اور واضح سرخیاں درکار ہیں اور چند بہت مشہور و معروف نام زیر داستان ہیں، یہ تو صرف ایک سوئی ہے جو کپڑے کے ہر کونے پر پھسلتی جاتی ہے، یکے بعد دیگرے کپڑے کے ایک حصہ سے دوسرے حصے کی طرف عیسائی مدرسوں کے پھیلاؤ اور سوئی کی بخیہ گیری میں فرق صرف اتنا ہے کہ اول الذکر کا نتیجہ باہمی افتراق و انتشار ہے اور مؤخر الذکر کے نتیجے میں ٹکڑا ٹکڑا جوڑ کر ایک جامہ و لباس تیار ہو جاتا ہے۔

حقیقی اور واقعی بدنصیبی ان اجنبی نرسریوں اور بچوں کے مدرسوں میں پروان چڑھ رہی ہیں، جن کی پشت پناہی اپنے بھرپور مادی وسائل کے ساتھ عیسائی حکومتیں اور مشنریاں کر رہی ہیں، ان مشنریوں میں بعض افراد ایسے ہیں جو اپنی حرکت و عمل کے لحاظ سے پوری پوری جماعتوں پر بھاری ہیں وہ پوری تیاری اور بوالہوسی کے ساتھ اپنے شیطانی منصوبے کو بروئے کار لا رہے ہیں۔

غزل

از: نشتر اکبر آبادی

باہر کی فضاؤں بھی شر انگیز بہت ہے
دروازہ رکھو بند ہوا تیز بہت ہے

مانگے ہے دلِ سادہ کوئی پیکرِ تصویر
اور چہرۂ قاتل کہ دل آویز بہت ہے

تم ہی نے اسے مانگ کا سیندور نہ جانا
مٹی تو وطن کی مرے زرخیز بہت ہے

کیا دیکھئے دکھلائیں مرے شہر کے منصف
مجرم کی کہانی الم انگیز بہت ہے

اس شخص کے رتبہ کو سمجھنا نہیں آساں
باتوں سے بھی اس شخص کو پرہیز بہت ہے

اس بار بھی درد میں پڑ جائیگی نشتر
گفتارِ مسیحا فسوں انگیز بہت ہے

نام کتاب: جب ایمان کی بہار آئی، از: مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ۔ صفحات: ۲۸۰ دیدہ زیب کتابت و طباعت، قیمت: دس روپے۔ پتہ: مکتبہ فردوس، مکارم نگر، لکھنؤ۳

یہ کتاب مجاہد کبیر حضرت سید احمد شہیدؒ اور ان کے عظیم المرتبت رفقا، اور جماعت مجاہدین کے ایمان افروز اور روح پرور کارناموں کے اجمالی تذکرے پر مشتمل ہے۔

اس کتاب کی روداد یہ ہے کہ ۱۹۵۲ء میں مصنف مدظلہ نے ایمان و احیاء دین کی اس اثرانگیز تحریک و تاریخ کے چیدہ واقعات کو ہلکے پھلکے ادبی انداز میں عالم عربی میں متعارف کرنے کی غرض سے عربی میں لکھنا شروع کیا اور یہ مضامین مصر کے مشہور ماہنامہ "المسلمون" میں نکلے لیکن مصنف کی تصنیفی مصروفیت کے سبب یہ سلسلہ جاری نہ رہ سکا۔ پھر یہ سلسلہ مکمل ہونے کے بعد ۱۹۶۳ء میں کتابی شکل میں "اذا ھبت ریح الایمان" کے نام سے شائع ہوا اور کتاب عالم عربی میں اس قدر مقبول ہوئی کہ دو ہزار کا ایڈیشن چار مہینے کی مدت میں نکل گیا۔

حضرت سید صاحب کی سوانح حیات مولانا مدظلہ کے قلم سے تقریباً ایک ہزار صفحات اور مولانا غلام رسول مہر کے قلم سے دو ہزار صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں۔ اس وسیع ذخیرے سے استفادہ عام قاری کے لئے آسان نہیں۔ اس ضرورت کے پیش مولانا محمد الحسنی (مدیر البعث الاسلامی و مصنف تذکرہ مولانا محمد علی مونگیریؒ) نے مولانا علی میاں کی سیرت سید احمد شہیدؒ کو سامنے لاکر اس عربی کتاب کو اردو کا جامہ پہنا دیا۔ مترجم عربی کی طرح اردو میں بھی حسن انشاء کے مالک ہیں اس لئے کتاب میں ادبی و سوانحی رنگ اور دلکشی و دلچسپی اول سے آخر تک برقرار رہتی ہے، اور اس طرح کتاب اس تحریک جہاد کا ایک ادبی خاکہ اور سوانحی مرقع بن گئی ہے جس میں ہم حضرت سید صاحبؒ اور ان کے عالی مقام رفقاء و مجاہدین کے بلند حالات اور شوق انگیز واقعات کو پڑھتے ہی نہیں بلکہ انکے شاہد بھی بن جاتے ہیں۔

****

نام کتاب: قیامت سے پہلے از نوشاد انور نوشاد۔ صفحات: ۳۰۔ قیمت: ایک روپیہ

پتہ: ایم۔ ایس۔ اے اردو لائبریری علمی محلہ۔ آرہ۔ بہار

اپنے جوش تبلیغ میں نوجوان مصنف نے قیامت، جزا و سزا، دجال اور یاجوج ماجوج کے متعلق قرآن و حدیث کی منتخب تصریحات جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ مصنف کو جزائے خیر دے اور رسالہ کو مقبول بنائے۔

****

نام کتاب: مسائل رمضان (اردو) مؤلف: مولانا سید عبدالحئیؒ ضخامت ۳۲ صفحات

قیمت: ۵۰ پیسے۔ شائع کردہ: جمعیۃ مرکزیۃ تبلیغ الاسلام ۹۵/۹۵ ناظر باغ کانپور

یہ رسالہ سابق مہتمم عمومی جمعیۃ مرکزیۃ تبلیغ الاسلام کا ترتیب دیا ہوا ہے جس میں فضائل رمضان، رمضان کے روزے نوافل، تراویح، اعتکاف، لیلۃ القدر وغیرہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے ساتھ ہی زکوٰۃ کا مفصل بیان، زکوٰۃ کس پر فرض ہے، زکوٰۃ کے مستحق کون لوگ ہیں، کن کن چیزوں پر زکوٰۃ فرض ہے یہ تمام چیزیں تفصیل سے بیان کی گئی ہیں آخر میں فضائل عیدالفطر، صدقۂ فطر اور نماز عیدالفطر کے مسائل بھی درج کئے گئے ہیں۔

****

نام کتاب: تذکرہ علمائے اہلسنت: از مولانا محمود احمد قادری، صفحات ۲۷۶ قیمت ۶ روپے

پتہ خانقاہ قادریہ اشرفیہ اسلام آباد بھوانی پور ضلع مظفرپور، بہار

افسوس کا مقام ہے کہ امت محمدیہ کو اس زمانے میں اتحاد و اخوت کی جتنی ضرورت تھی، اتنی ہی وہ انتشار و اختلاف کا شکار ہوتی جارہی ہے اور روز نئی نئی عصبیتیں اور گروہ بندیاں سامنے آتی جاتی ہیں جبکہ ہادیٔ برحق حضور سرور کائناتؐ نے صاف فرما دیا ہے کہ من مات علیٰ عصبیۃ فمات علی الجاھلیۃ (او کما قال)

مسلمانوں کے دو گروہ شیعہ اور سنی تھے اب سنیوں میں کئی تقسیمیں ہوگئی ہیں اور مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی سے عقیدت رکھنے والا طبقہ اپنے کو "اہل سنت" اور دوسروں کو وہابی کہتا ہے۔ یہ تذکرہ اہل سنت کے اسی گروہ سے تعلق رکھنے والے علما کا تذکرہ ہے لیکن اس میں بڑی زیادتی اور ریڈیو داری یہ کی گئی ہے کہ وہ اکابر علماء و مشائخ جنکا دامن بدعت اور اوہام و رسوم کی آلودگیوں اور کج بحثیوں سے پاک رہا ہے انھیں بھی زبردستی اپنی صف میں دکھانے کی کوشش کی گئی ہے جبکہ اسکا کوئی ثبوت فراہم نہیں کیا گیا ہے بھلا کوئی بتائے کہ آج کی چلی ہوئی اصطلاح "اہلسنت" میں یہ علما، و مشائخ کہاں سے آ گئے؟ مولانا ابوالعزؒ دہلوی، شاہ آفاق دہلویؒ، مولانا عبدالحلیم، مولانا عبدالحئی فرنگی محلی، مولانا عنایت احمد کاکوروی، مولانا عبدالغنی مجددی، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ، بحرالعلومؒ، شاہ غلام علیؒ، مولانا گنج مراد آبادیؒ، حضرت مرزا مظہر جانجاناں، ملا نظام الدینؒ اور صاحب رشیدیہ وغیرہ۔

مؤلف کے سوچنے کا انداز کا پتہ اس عبارت سے چلتا ہے وہ لکھتے ہیں "مولوی عبدالشکور رحمانی علی نے تذکرہ علمائے ہند، اور مولوی فقیر محمد جہلمی نے حدائق الحنفیہ لکھی مگر ان دونوں کتابوں میں علماء حق کے علاوہ فرقہ باطلہ کے علماء کے احوال بھی مذکور ہیں" (۱۴) اس کے ساتھ ابوالحسنؒ "نزہۃ الخواطر" پر بھی جانبداری کا الزام لگایا ہے۔

اس تذکرہ کی صرف یہی ایک خوبی کہی جاسکتی ہے کہ بریلوی مسلک سے قربت رکھنے والے علماء کے اجمالی حالات معلوم ہوجاتے ہیں۔ کتاب کے کمزور پہلو متعدد ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ حالات کا استیعاب نہیں کیا گیا ہے اور مشہور و معتبر ماخذ تک انحصار رکھا گیا ہے اس میں اخباروں پر بھی بھروسہ کر لیا گیا ہے اور جن کتابوں کا حوالہ ہے ان کے صفحات کی نشاندہی نہیں کی گئی ہے، القاب و آداب میں حسب دستور غلو اور مبالغہ سے کام لیا گیا ہے، حالات اس طرح لکھے گئے ہیں جس سے شخصیتوں کا امتیاز واضح نہیں ہوتا جو ایک تذکرے کے لئے ضروری چیز ہوتا ہے۔

صفحہ ۶۶ پر مولانا حفظ الرحمٰن صاحب پر الزام لگایا گیا ہے کہ ان کی غفلت سے شاہ آفاق صاحبؒ کا مزار منہدم ہوگیا۔ مولانا عنایت احمد کاکوروی کے بارے میں لکھا ہے کہ ۱۲۷۹ھ میں بذریعہ ہوائی جہاز حج و زیارت کے ارادے سے روانہ ہوئے، جہاز جدہ پہونچکر پہاڑ سے ٹکرا کر ڈوب گیا" (ص ۱۰۲) بھلا اس وقت ہوائی جہاز کہاں تھا؟ مفتی صاحب مرحوم تو بحری جہاز سے روانہ ہوئے تھے۔

صفحہ ۱۴۳ پر شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے بہت سے تلامذہ کا نام چھوٹ گیا ہے اور انکی تصانیف میں "بستان المحدثین" کا نام نہ لیا، سمجھ میں نہیں آیا۔

زبان و بیان کی غلطیاں بھی موجود ہیں اور شگفتگی کی جگہ (جو ایک تذکرے کے لئے ضروری ہے) خشکی اور کہنگی نے لے لی ہے۔ بہرحال معلومات کے لئے کتاب غنیمت کہی جاسکتی ہے۔

****

نام کتاب: آبشار: از محوی صدیقی صفحات: ۱۵۶ قیمت: چار روپے

پتہ: مکتبہ دین و ادب ۱۰۔ لاٹوش روڈ۔ لکھنؤ

یہ جناب محوی صدیقی لکھنوی کے رباعیات کا مجموعہ ہے۔ محوی صدیقی صاحب کہنہ مشق اور سنجیدہ شاعر تھے زبان و بیان کی کمزوریوں سے ان کا کلام عموماً پاک ہوتا تھا، یہ رباعیاں بڑے مفید موضوعات سے متعلق ہیں، مثلاً حمد باری و نعت، انسان، دور حاضر، فرقہ پرستی، سرمایہ داری وغیرہ

رباعیات غنیمت ہیں مگر ان میں رباعیات کی برجستگی اور پختگی نہیں ملی۔ عام اردو خواں اسے مفید اور کارآمد پائیں گے۔ شروع میں ارشد صاحب صدیقی کا اچھا سا مقدمہ ہے۔

****

جادۂ اعتدال: از پروفیسر عبدالمغنی صفحات ۲۴۶ قیمت، دس روپے

پتہ: کتاب منزل، سبزی باغ پٹنہ ۴

اسلام پسند ناقدوں اور ادیبوں میں پروفیسر عبدالمغنی صاحب کا نام اور کام محتاج تعارف نہیں، اس سے پہلے بھی ان کے تنقیدی مقالات کا ایک مجموعہ "نقطۂ نظر" کے نام سے شائع اور مقبول ہوچکا ہے۔ وہ اردو و انگریزی دونوں میں ادبی اور ملی مسائل پر جو کچھ لکھتے رہتے ہیں وہ کمیت و کیفیت دونوں لحاظ سے قابل ستائش ہوتا ہے۔

وہ "جدیدیت" کے دور میں ایک صحت مند نقطۂ نظر رکھتے ہیں اور ایک متعین جادۂ اعتدال پر گامزن ہیں۔ آج کے ادبی ماحول میں جب کہ انتساب (Commitment) شجر ممنوعہ بن گیا ہے ان کا اسلامی اقدار کا دم بھرنا ایک بڑی بات ہے۔ وہ اپنے مقالات میں تعمیری اور صحت مند انداز نظر ہمیشہ برقرار رکھتے ہیں، وہ ان اقدار کا صرف نام لینا اور بلند بانگ دعوے کرنا نہیں بلکہ انھیں فنی طور پر برتنا اور انہیں ادبی پیرایہ بھی دینا جانتے ہیں۔ انھیں وہ فنی شعور و ادراک ملا ہے جو ادب پاروں کی تہ تک پہونچتا اور ان کی صحیح قدر و قیمت متعین کر دیتا ہے ادبی بحران اور فنی انتشار کے اس دور میں ان کی تحریریں بہتوں کے لئے چراغ راہ اور سنگ میل ثابت ہوں گی۔ زیر نظر کتاب بھی ان کے تنقیدی مقالات کا مجموعہ ہے جس میں تقریباً تمام ہی اصناف سخن پر تبصرے آگئے ہیں۔ موضوعات کے تنوع اور افادیت کا اندازہ ان عنوانات سے ہوگا۔

عظمت غالب کی حقیقی بنیاد، اقبال کی انسان دوستی، جدید ادبی مسائل، ڈراما اور تھیٹر، جدید و قدیم کا فریب، اسلامی ادب، کلام اقبال کی اشاریت وغیرہ۔

ہمیں امید ہے کہ اردو دنیا میں یہ کتاب قدر و منزلت کی نگاہوں سے دیکھی جائے گی اور صحیح اور معتدل افکار کی ترویج و اشاعت میں ایک اہم رول ادا کرے گی۔

کتابت و طباعت کی طرف خاص توجہ کی ضرورت تھی تاکہ اس عروس جمیل کے شایان شان ملبوس ہوتا۔

(شمس تبریز خاں)

از: عبدالرشید ندوی

نام کتاب: کینسر وارڈ (ناول) مصنف: الیکزنڈر سولنسٹین۔ ضخامت: ۶۶۸ صفحات

قیمت: اٹھارہ روپے۔ ناشر: نیشنل اکیڈمی ۲/۹ انصاری مارکیٹ دریا گنج دہلی

پیش نظر کتاب روس کے ممتاز و منفرد جری و بیباک ادیب الیکزنڈر سولنسٹین کی تخلیق ہے جس کو اردو کے دو ممتاز ترقی پسند ادیب۔ گوپال متل اور جلیس عابدی — نے اردو کا جامہ پہنایا ہے۔ اس کتاب میں چونکہ مصنف نے روس اور روسی حکمراں پر کھل کر تنقید کی ہے اور روس کے موجودہ "سوشلزم" نظام کا پردہ چاک ہے اور بتایا ہے کہ سوشلزم کا اصل مقصد عوام کا استحصال اور ان کو انسانی شرف سے محروم کر دینا ہے۔ اسی لئے جب مصنف کو اس کتاب کا ادب کا نوبل پرائز دینے کا اعلان ہوا تو — روسی حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ سولنسٹین جب انعام لینے ملک سے باہر جائے تو پھر اس کو داخل نہ ہونے دیا جائے۔ مصنف کو بھی بعض ذرائع سے یہ خبر مل گئی اور اس نے اپنے وطن کی خاطر نوبل پرائز چھوڑ دیا۔ لیکن پھر کچھ عرصہ کے بعد حکومت روس نے اسے جلاوطن کر دیا۔

یہ کتاب ایک اسپتال کے کینسر وارڈ کے حالات اور اس سے متعلق افراد کے مشاہدات و محسوسات اور خیالات پر مشتمل ہے جہاں خود مصنف کینسر کا مریض ہوکر کچھ عرصہ تک وہاں مقیم رہا ہے یہ کتاب تلخ حقیقتوں اور ٹھوس صداقتوں کا ایک دلآویز مجموعہ ہے جو روسی نظام اور روسی حکومت کے مکروہ چہرہ کی نقاب کشائی کرتا ہے، سوشلزم کے حامیوں پر چوٹ کرتا اور بے انصافیوں کو دیکھتے ہوئے بھی خاموش رہنے والوں کو ہمت و جرأت، بہادری و شجاعت کا درس دیتا ہے، روسی ادب کے دلدادہ حضرات اور ترقی پسند ادب کے جویا حضرات کے لئے یہ کتاب ایک بہترین تحفہ ہے۔

****

نام کتاب: مقالات شریعت و حکمت: مؤلف: مولانا حکیم محمد زماں حسینی قاسمی

ضخامت: ۹۸ صفحات۔ قیمت ۵۰-۱

ناشر: محمد عرفان علوی منیجر قاسمی دواخانہ ۸۰ کولوٹولا اسٹریٹ کلکتہ

پیش نظر کتاب اسلامی اور طبی مقالوں پر مشتمل ہے۔ پہلے مقالہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تین اوصاف۔ صبر، حلم، عفو کا تعارف کرایا گیا ہے۔ دوسرا مقالہ "اسلام میں تندرستی کی اہمیت" پر ہے۔ تیسرا مقالہ "اسلامی معاشرہ میں نکاح و طلاق کی حیثیت" ہے۔ چوتھا مقالہ "اسلامی تہذیب کا نمونہ عیدالفطر ہے" پانچویں مقالہ میں شب برات کی اہمیت اور اس رات کے پروگرام پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ساتویں مقالہ میں "مسلمانوں کے تنزل کے اسباب" بیان کئے گئے ہیں۔ آٹھواں مقالہ شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمۃ کی کتاب "تفہیمات الٰہیہ" کے ترجمہ پر مشتمل ہے۔ نواں مقالہ "طب کی اہمیت" پر ہے۔ دسویں مقالہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ جسم انسانی میں پتھری کی پیدائش کس کس طرح ممکن ہے؟

امید ہے کہ روحانی اور جسمانی مریض اس رسالہ سے بیش از بیش فائدہ اٹھائیں گے۔

****

نام کتاب: مسائل رمضان ہندی۔ ضخامت: ۸۰ صفحات

شائع کردہ: جمعیۃ مرکزیۃ تبلیغ الاسلام ۹۵/۹۵ ناظر باغ۔ کانپور ۱

اس مختصر سے کتابچہ میں رمضان کے مسائل و فضائل بیان کئے گئے ہیں اور تراویح و زکوٰۃ پر بھی قدرے روشنی ڈالی گئی ہے، سب سے آخر میں فضائل عیدالفطر، صدقۂ عیدالفطر اور نماز کی ترکیب کا بیان ہے۔ ہندی خواں حضرات کے لئے بہت ہی کارآمد رسالہ ہے۔ شائقین حضرات ۲۵ پیسے کے ڈاک ٹکٹ بھیجکر مفت طلب کرسکتے ہیں تاجر حضرات جمعیۃ سے خط و کتابت کریں یہ کتابچہ اردو میں بھی دستیاب ہے۔

****

نام کتاب، کتاب الصلوٰۃ (انگریزی) — مؤلف: محی الدین بی۔ اے

ضخامت: ۸۰ صفحات — قیمت: ۲۵-۱

ناشر: جمعیۃ مرکزیۃ تبلیغ الاسلام ۹۵/۹۵ ناظر باغ۔ کانپور ۱

پیش نظر کتاب میں غسل، وضو، فرائض و واجبات، سنن و نوافل، جمعہ، تراویح اور نماز عیدین کا مفصل ذکر ہے۔ آخر میں نماز جنازہ پڑھنے کا طریقہ اور اسکی تمام دعائیں عربی متن کے ساتھ ساتھ عربی رسم الخط میں بھی درج کی گئی ہے جو حضرات صرف انگریزی زبان سے واقف ہیں ان کے لئے ایک بہت ہی کارآمد رسالہ ہے۔ یہ کتاب ہندی زبان میں بھی دستیاب ہے۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی کتاب

"ہندوستانی مسلمان ایک نظر میں" پر

مشہور نومسلم مصنفہ "مریم جمیلہ" کا تبصرہ

آپ کی جو کتابیں مجھے موصول ہوئی ہیں انہیں (ہندوستانی مسلمان ایک نظر میں" کا انگریزی ایڈیشن) جس میں مذہبی رجحانات رکھنے والے ہندوستانی مسلمانوں کی عکاسی کی گئی ہے، نے مجھے بہت متاثر کیا ہے۔ اس کتاب میں آپ نے جو کچھ لکھا ہے وہ پاکستانی مسلمانوں پر بھی پوری طرح صادق آتا ہے۔ یہ بہت دلچسپ معلومات افزا اور میرے تجربہ کے عین مطابق ہے جو مجھے یہاں لاہور میں اپنے شوہر کے گھر پر پیش آتے رہتے ہیں۔ ایس آپ نے بہت خوبی اور متانت کیساتھ اپنے خیالات کا اظہار کیا جہاں تک شادی بیاہ کی تقریبات کا تعلق ہے پاکستانی رسم و رواج سنت و شریعت کے قطعی منافی ہیں۔ ہندو پاکستان کے مسلمانوں کی شادی کی تقریبات میرے لئے ذاتی طور پر بہت تکلیف دہ اور قابل اعتراض ہیں۔ ان بیہودہ نام و نمود کی نمائش اور بے جا شور و غل — جس میں نہ صرف (نااہل سازندوں کے) بینڈ باجے بلکہ آتشبازی اور لاؤڈ اسپیکر پر انتہائی فحش فلمی گانے شامل ہوتے ہیں جو عام طور پر چار یا پانچ دنوں تک تمام دن اور آدھی رات تک پورے زور و شور سے سمع خراشی کرتے رہتے ہیں۔ محلے کے تمام لوگ اور خاص طور پر بیمار ان بیہودہ رسم کی وجہ سے ذہنی کرب کا شکار ہوتے ہیں۔ اب تو یہ ان تقریبات کا ایک ایسا جزء بن گیا ہے کہ شادی کی کوئی تقریب اس کے بغیر مکمل نہیں سمجھی جاتی۔ ہندو پاک کے مسلمانوں کے علاوہ دنیا میں اور کہیں اس طرح موسیقی نشر کرنے کا رواج نہیں ہے۔ غالباً اس کتاب کے اگلے ایڈیشن میں آپ اس کا ذکر کرنا پسند کریں گے۔

یہی حال تہواروں کا ہے۔ میرے لئے یہاں کے مذہبی تہواروں میں کوئی جاذبیت نہیں ہے کیونکہ وہ اب روز بروز بیہودہ۔ غیر مذہبی اور تجارتی ہوتے جارہے ہیں اس میں دونوں عیدیں بھی شامل ہیں جو اب فضول خرچی اور سینما بینی کا ذریعہ بنتی جارہی ہیں۔ ان مواقع پر خاندان کے تمام بچے اور نوجوان خواتین میلوں ٹھیلوں کا راستہ لیتی ہیں۔ پیسہ پانی کی طرح بہایا جاتا ہے اور اس دن گھر میں کھانا تک نہیں پکتا جس کی وجہ سے گھر خالی اور خاندان کے ضعیف افراد بھوکے پڑے رہتے ہیں۔ عید منانے کا یہ بدترین طریقہ ہے مگر اب تو یہ کہا جانے لگا ہے کہ عید تو بچوں اور نوجوانوں کے لئے ہے نہ کہ بوڑھوں کے لئے۔ کیا آپ کا بھی یہی تجربہ ہے؟

بہرحال مسلمس ان انڈیا (ہندوستانی مسلمان) اور "ہندوستانی مسلمان ایک نظر میں" کتنی ہی مفید اور معلومات سے پر ہوں مگر میرے خیال میں سیورس آف اسلامک اسپرٹ (تاریخ دعوت و عزیمت) آپ کی تمام دوسری تصانیف پر فوقیت رکھتی ہے۔

"کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ"

۱۹۴۱ء

"شروع اگست میں مولانا محمد عمران خاں صاحب ندوی انچارج مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء کی دعوت پر جناب چودھری خلیق الزماں صاحب دارالعلوم تشریف لائے، اس تقریب میں نواب حسن صاحب، مولوی صباح الدین صاحب رفیق دارالمصنفین اور دارالعلوم کے کچھ اساتذہ بھی شریک تھے، تقریباً تین گھنٹے بڑی دلچسپ اور پُرلطف مجلس رہی مختلف سیاسی اور علمی مسائل پر تبادلۂ خیالات ہوا، مسلم لیگ کے نصب العین، مقاصد کار اور لائحہ عمل کے متعلق کافی گفتگو رہی، اسی سلسلے میں پاکستان کے نظریہ اور اس کے عملی خاکہ پر بھی خاص بحث رہی۔ چودھری صاحب نے اس بارہ میں تفصیل سے اپنے خیالات ظاہر کئے اور فرمایا کہ واقعات و حقائق کی روشنی میں ہندوستان کی فرقہ وارانہ کشاکش کا اس کے سوا اور کوئی حل نہیں ہے۔"

(ماہنامہ "الندوہ" اگست ۱۹۴۱ء)

۱۹۵۵ء

"ایک معزز شخصیت ہندوستان میں ڈاکٹر سید محمود کی ایسی باقی ہے، جو علی گڑھ میں غالباً دو ایک برس مجھ سے سینئر تھے، طالب علمی کی زندگی کے بعد خلافتی و کانگریسی دور میں ان سے میرے بہت قریبی تعلقات ہو گئے تھے اور ایک آدھ بار وہ میرے گھر مہمان بھی رہے، پاکستانی دور سیاست میں ہمارا ان کا راستہ الگ الگ ہو گیا۔ پھر بھی ان سے میری کبھی کوئی ذاتی مخالفت یا مخاصمت نہ رہی گو ملنا جلنا شاذ و نادر ہی ہوا۔

ایک بار پاکستان بننے کے بعد ۱۹۵۵ء میں وہ پنڈت جواہر لال نہرو کے ساتھ بنڈونگ کانفرنس میں شرکت کے لئے جکارتا (انڈونیشیا) آئے، جس زمانہ میں میں وہاں پاکستان کا سفیر تھا۔ کچھ اتفاق ایسا ہوا کہ میری ان کی کوئی بھی گفتگو نہ ہوسکی، تا آنکہ ان کی ایک دن روانگی سے پہلے ایک استقبالیہ میں وہ میرے پاس خالی جگہ پاکر بیٹھ گئے اور مجھ سے کہا کہ خلیق! راجہ محمود آباد کے روپئے اور تمہارے دماغ نے پاکستان بنوا دیا، مگر تم اب تو مان لو کہ تم نے پاکستان بنوا کر سخت غلطی کی۔ میں نے کہا، محمود! تم اب تک احمقوں کی دنیا بسائے ہوئے ہو، میں یہیں تک کہنے پایا تھا کہ کچھ اور لوگ قریب آگئے اور ہماری گفتگو ختم ہو گئی۔"

(چودھری خلیق الزماں۔ کتاب شاہراہ پاکستان ص ۔۔)

۱۹۷۲ء

"حجاز مقدس میں پاکستان کے دوستوں نے یہ بھی ذکر کیا کہ اب وہاں ان سب لوگوں کو جنھیں سمجھ بوجھ اور حقیقت پسندی ہے، خاص کر مہاجرین کو (جو پاکستان کے اصل بانی تھے) یہ احساس ہونے لگا ہے کہ ملک کی تقسیم مسلمانوں کے لئے مضر ہوئی اور ہم نے تقسیم کی تائید کرکے بہت بڑی غلطی کی۔ اس سلسلے میں انہوں نے چودھری خلیق الزماں صاحب کا نام بھی لیا اور بتایا کہ ان کا ایک بیان اس طرح کا روزنامہ "جنگ" میں اور اس سے نقل ہوکر دوسرے اخبارات میں بھی شائع ہوا تھا۔ مجھے چودھری صاحب کے بارے میں یہ سنکر حیرت ہوئی اور میں نے اپنے ان دوست سے کہا کہ آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہوگی، چودھری صاحب کو میں جانتا ہوں ان کی وہ کتاب (شاہراہ پاکستان) بھی دیکھی ہے جس میں انہوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ دکھایا ہے کہ پاکستان کے اصل بانی وہی ہیں، یہ انہی کا تخیل تھا اور اس وقت تھا جبکہ مسٹر جناح بھی اس کے خلاف تھے الغرض میں نے اپنے خیال کے مطابق اس پر اصرار کیا کہ یہ بات بہت بعید از قیاس ہے کہ چودھری صاحب نے اس طرح کا کوئی بیان دیا ہو، آپ کو نام کے بارے میں غالباً غلط فہمی ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اس بیان کا اخبار تراشیاں منگوا کر آپ کو دکھا سکتا ہوں۔ میں نے کہا اگر یہ ممکن ہے تو ضرور منگوا دیجئے انہوں نے غالباً اسی دن خط لکھا اور ابھی میں مکہ معظمہ ہی میں تھا کہ ڈاک سے وہ تراشا آگیا اور وہ انہوں نے مجھ کو بھی دیدیا۔ یہ لاہور کے ہفت روزہ "ترجمان اسلام" مجریہ ۲۱ اپریل ۱۹۷۲ء کا تراشا ہے جس میں چودھری صاحب کا ایک انٹرویو "جنگ" راولپنڈی کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے، جو لفظ بلفظ ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔" (مولانا محمد منظور نعمانی، الفرقان مجریہ ۱۹۷۲ء)

"ممتاز مسلم لیگی لیڈر چودھری خلیق الزماں نے روزنامہ "جنگ" کے نمائندہ کو ایک ملاقات میں انٹرویو دیا۔ برصغیر کی تقسیم کے بارے میں تفصیل سے اظہار خیال کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ موجودہ حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم نے تقسیم کرکے ہندوستان کے مسلمانوں کو کمزور کیا اور جن عظیم مقاصد کے لئے پاکستان ناگزیر تھا وہ بھی حاصل نہ ہوسکے [illegible]۔ ہندوستان میں اب بھی ۵-۶ کروڑ مسلمان ہیں جنکی ہم کوئی خدمت نہیں کرسکتے اس صورت میں کون کہہ سکتا ہے کہ تقسیم ہند کرکے ہم نے کوئی فائدہ حاصل کیا۔"

(روزنامہ جنگ راولپنڈی ۳ اپریل ۱۹۷۲ء)

ندائے ندوہ

ذاکر ندوی [illegible]

ہند! تو کر فخر، تیرا بخت بھی بیدار ہے
عظمتِ اسلام کا تجھ میں بڑا مینار ہے
تیری پیشانی ضیائے حق سے پُرانوار ہے
تو عرب سے دور، پر اس کا علمبردار ہے

ملتِ اسلام کا مضبوط گہوارہ ہے تو
عالمِ اسلام کا اک حسنِ نظارہ ہے تو

وہ ہمالہ، جیسے گردوں سا دکھاتا ہے یہاں
آگرہ میں تاج جیسے جگمگاتا ہے یہاں
گنگا و جمنا میں جیسے سیل آتا ہے یہاں
اور قطب مینار جیسے سر اٹھاتا ہے یہاں

یونہی رکھتی ہے نشانِ حق زمینِ لکھنؤ
بدر سے رخشندہ تر جس سے جبینِ لکھنؤ

ہمنشیں! نواب و سلطاں کا نہیں قلعہ ہے یہ
لکھنؤ کا جگمگاتا ندوۃ العلماء ہے یہ
بوریہ والوں کی علم و فن کی اک کٹیا ہے یہ
ہند میں اسلام کا اک قصرِ الحمراء ہے یہ

گومتی کے عین ساحل کے قریب آباد ہے
جیسے کوئی جامعہ، دجلہ ہے اور بغداد ہے

اٹھے اس دانشکدہ سے کتنے حکمت کے ستون
شبلی مرحوم، وہ بھارت کے ابن خلدون
کر گئے جو اس کی خاطر اک پسینہ اور خون
محترم سید سلیمانؒ ماہرِ جملہ فنون

اور بھی کچھ اسکی پیشانی کا خط نکلا جلی
عالمِ اسلام پر جب چھائے مولانا علی

خاتمے پر جب کہ تھا مغلوں کا دورِ پُرجلال
مکرِ افرنگی کا جس دم بچھ گیا ہر سمت جال
ملتِ اسلامیہ اسوقت تھی بالکل نڈھال
وارثانِ علمِ نبویؐ نے دکھایا تب کمال

انکے دم سے دیں کے قلعے جابجا قائم ہوئے
دیوبند و ندوہ و رحمانیہ قائم ہوئے

بالخصوص ان سب میں ندوے کو رہا یہ امتیاز
اور بنایا مولوی کو وقت کا دانائے راز
کالجوں کے مسٹروں کو خم کیا بہرِ نماز
ہوگیا جدت قدامت میں بہم راز و نیاز

لکھنؤ کو کرگیا مسحور اک فخرِ مونگیرؒ
شانِ حق دیکھو گئی سوئے حرم آواز دیر

جب مؤرخ ہند پر اپنا اٹھائے گا قلم
ندوۃ العلماء کے بارے میں وہ کھائے گا قسم
اسکی تاریخ عظیم الشان کرے گا جب رقم
ہند کے "دار العلوم" کا اس کو لکھے گا "حرم"

ہند کی سرحد کا جیسے ہے ہمالہ پاسباں
یونہی ندوہ بھی ہے ذاکرؔ دیں کا اعلیٰ پاسباں

جزیرہ کریٹ پر
اسلام کی شعائیں

(از [illegible] ندوی)

اسلامی تہذیب و تمدن اور اسلامی کلچر و ثقافت کا اثر صرف عربی جزیروں پر ہی نہیں بلکہ اسکے علاوہ دوسرے جزیروں پر بھی پڑا یہی وجہ ہے کہ اسلام کی ضیا پاش کرنیں اور اس کی تابناک شعائیں بحر روم پر بھی پڑیں جب اسکندریہ کا زوال آیا اور مسلمانوں کا اس پر قبضہ ہوگیا تو مصر اور بحر روم کے ساحلی علاقے، شام فلسطین اور شمالی افریقہ پر بھی اسلام کا جھنڈا لہرانے لگا۔ ایسے حالات میں مسلمانوں کے اندر دین کا نیا فہم و شعور پیدا ہوا جو فطرت انسانی سے ہم آہنگ تھا، ان کا کہنا تھا کہ ہم مسلمان ہیں اور تمام دنیا کے مالک کے نائب کی حیثیت سے اس کا پیغام روئے زمین پر پھیلانے کے لئے آئے ہیں۔ ہمارے لئے نہ تو پہاڑوں کی سربلندی کوئی چیز ہے اور نہ سمندروں کا بے پناہ پھیلاؤ ــــ ہم خدا کے ہیں اور خدا کی تمام زمین ہماری ہے یہاں بھی اللہ کا پیغام پھیلانا ہے اور یہاں سے باہر بھی ہر ملک میں بلا استثناء، اللہ کا پیام لوگوں کے دلوں تک پہونچانا ہے ؎

ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست

عرب مسلمانوں کے ہاتھوں میں جہاں ان علاقوں کی باگ ڈور آئی وہیں ان پر یہ مقدس ذمہ داری بھی عائد ہوگئی کہ وہ ان علاقوں کی تعمیر اسلامی اقدار اور اسلامی اصولوں کی بنیاد پر کریں بحر روم کے ساحلی بری علاقوں پر قابض ہونے کے بعد یہ فکر بھی دامنگیر ہوئی کہ بحری علاقوں کی زمام اقتدار بھی ان کے ہاتھ میں آجائے جس سے اسلامی سلطنت اور اسلامی علاقے کی قوت زیادہ بڑھ جائے لیکن سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ بحری علاقوں پر اس وقت بزنطی قابض تھے۔ اس لئے زیادہ کوششوں کے باوجود ان کو مقصد میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں شام کے گورنر حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے آپ سے درخواست کی کہ جزیرہ قبرص پر حملہ کرنے کی اجازت دے دیں اس سلسلہ میں حضرت عمر نے والی مصر حضرت عمرو بن العاص سے مشورہ طلب کیا اور بحری علاقوں کے بارے میں معلومات چاہی تو انہوں نے پورے حالات سے مطلع کیا اور بتلایا کہ ہم بحری جنگ کے فن سے ناواقف ہیں ان حالات کے پیش نظر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہؓ کو جزیرہ قبرص پر چڑھائی کرنے کی اجازت نہیں دی۔ لیکن اس کے بعد عربوں کو بحری خطرات کا احساس ۶۴۵ء میں ہوا جب بزنطی بیڑے نے مصر کے ساحلی علاقوں پر حملہ کیا اس وقت اسکندریہ مصر کی جانب سے دفاع کرسکتا تھا کیونکہ مصر کے قریب یہ واقع ہے عرب مسلمانوں کو جنگ کرنے اور بزنطیوں کو اس ملک سے نکالنے کی قوت تھی کیونکہ ان میں ایمان و عمل کی قوت اور عزم و یقین کا بھرپور جذبہ تھا۔ ایسے حالات میں انہوں نے غور و فکر کیا اور انھیں یقین ہوگیا کہ وہ ہر محاذ پر کامیاب ہوسکتے ہیں اور بحری علاقوں پر آسانی سے قبضہ ہوسکتا ہے۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو حضرت معاویہ رضؓ نے پھر اسی کا مطالبہ کیا کہ اسلامی بحری بیڑے تیار کئے جائیں اور جنگ کرنے کے لئے مسلمانوں کو ٹریننگ دی جائے تو حضرت عثمان رضؓ نے مصلحت کے پیش نظر اسی کی اجازت دیدی پھر یہ تحریک آہستہ آہستہ اسلامی ملکوں میں پھیلنی شروع ہوگئی اور بحری بیڑے بنانے اور عربوں کو بحری جنگ کرنے کے لئے ٹریننگ دینے کا رواج ہوگیا۔ یہی وہ محرکات و عوامل ہیں جن کی بنا پر اسلامی ثقافت و اسلامی کلچر کا اثر دنیا کے ہر ہر گوشہ پر پڑا۔

جزیرہ قبرص کے فتح میں اسلامی بحری بیڑے کو کافی دخل ہے اس فتح کے بعد شام کے ساحلی علاقے بزنطیوں کے حملے سے محفوظ ہوگئے یہ بحری فتوحات کے سلسلہ کی ایک سنہری کڑی تھی۔ اب عرب جانباز مجاہدین کے لئے مصلحت کا تقاضا تھا کہ وہ مصر اور شمالی افریقہ کے علاقوں کی حفاظت کریں۔ اسی سلسلہ میں ان علاقوں کے جزیروں پر چڑھائی کرنے کے لئے مختلف تدابیر اور منصوبے تیار کئے گئے۔

یہ ایک قابل فخر اور تاریخی داستان ہے جو ان اسلاف کرام کے عظیم الشان کارناموں سے بھری پڑی ہے جنھوں نے جزیرہ کریٹ کو فتح کرکے اس کے باشندوں کو اللہ کا پیغام سنایا جس کی تعمیر و ترقی میں جان و مال کی بازی لگائی جس کی بناوٹ میں اپنی خداداد صلاحیتوں کو صرف کیا جس کی آبیاری کے لئے اپنے خون کے قطرے بہائے جن کی قربانی اور شہادت کے تابندہ نقوش آج بھی نظر آرہے ہیں۔

وہ ایسی جانباز قوم تھی جس نے بڑے سے بڑے فرمانرواؤں، بادشاہوں، شہنشاہوں کے غرور و انانیت کو خاک میں ملا دیا محض ان کی ایمانی قوت و عقیدے کی پختگی کی وجہ سے تھی اس کے علاوہ اس کا سب سے بڑا محرک یہ تھا کہ ان کے اندر دور اندیشی، خدا ترسی، حق پرستی اور خدا کے راستے میں جان و مال کی قربانی کا بے پایاں جذبہ موجود تھا۔ تاریخی حیثیت سے اس جزیرہ کے حالات کو پانچ قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

۱- جزیرہ کریٹ پر حملہ کرنے کی تیاریاں۔
۲- مکمل فتح اور مسلمانوں کا مدت قیام۔
۳- غلبہ کی اہمیت
۴- اسلامی ثقافت و تہذیب
۵- اسلامی ثقافت کا خاتمہ اور مسلمانوں کا اخراج۔

(۱) جزیرہ کریٹ پر حملہ کرنے کی تیاریاں

جزیرہ کریٹ بحر روم کے جزیرہ قبرص اور جزیرہ سسلی کے درمیان واقع ہے ــــ جزیرہ کریٹ مصر کی جانب سے دفاع کرسکتا ہے کیونکہ اسکندریہ سے بالکل ملا جلا ہے جیسا کہ علامہ ابن خلدون نے لکھا ہے، "جزیرہ اقریطش (کریٹ) بحر روم کے جزیرہ قبرص اور جزیرہ سسلی کے درمیان واقع ہے اور اسکندریہ سے ملا جلا ہے۔"

ولید بن عبدالملک کے دور حکومت میں مسلمانوں نے بحر روم کے جزیروں پر حملہ کرنا چاہا اور اس کی اجازت مل گئی تو حماد امیر ایک جانباز اور بہادر سپہ سالار کی قیادت میں ایک عظیم لشکر بحر روم میں داخل ہوا اور جزیرہ کریٹ پر حملہ کرنے کے بعد اس کو فتح کرلیا۔ اس سے قریب ہی بیزنطینی کی حکومت تھی جس کے بعض علاقے بھی مسلمانوں کے قبضے میں آگئے لیکن پورے جزیرے پر قبضہ نہ ہوسکا ایک تو وسائل و ذرائع کی کمی اور دوسرے پُرخطر راستوں کی عدم واقفیت تھی لیکن اس کے بعد بھی وہ مایوس نہ ہوئے بلکہ وہ ایسے وقت کا انتظار کرتے رہے جس سے ان کو اپنے مقصد میں کامیابی حاصل ہو۔ ان کے سامنے بلند مقاصد تھے، بلند عزائم اور اعلیٰ تخیلات تھے۔ وہ انسانیت کی خدمت اور اللہ کے بندوں کو شکنجے سے نکالنے اور امن و شانتی دینے کے لئے خدا اور رسول ﷺ کا پیغام عام کرنا چاہتے تھے۔

جب ہارون رشید کا دور آیا جس کی سلطنت کی وسعت اور پھیلاؤ دوسرے خلفاء کی بہ نسبت زیادہ تھا جس کے عہد زریں میں اسلام کا جھنڈا اکثر علاقوں پر لہرانے لگا تھا تو حمید بن معیوف الہمدانی کی قیادت میں مجاہدین کی ایک جماعت نے بقیہ علاقوں کو فتح کرلیا۔ حمید بن معیوف الہمدانی کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنھوں نے بحر روم کا پتہ لگایا تھا۔ لیکن اس کی یہ فتح وقتی طور پر تھی کیونکہ اسلامی بحری بیڑہ جہاں سے آیا تھا وہاں واپس ہوگیا۔ جزیرہ کریٹ میں مسلمانوں کا قیام کب تک رہا اور اسلامی تہذیب کا اثر اس پر کتنا پڑا اس سلسلہ میں بہت ہی کم معلوم ہوا ہے کہ اس دور کے بارے میں تاریخ کی کتابوں میں بہت کم روشنی ملتی ہے۔

۲- مکمل فتح اور مسلمانوں کا قیام:

ابھی ہجرت کی تین صدیاں بھی نہیں گذری تھیں کہ بحر روم میں بہت سے انقلابات رونما ہوئے جس کی وجہ سے اسکے علاقوں میں کافی حد تک اس کا اثر پڑا مسلمانوں کی کوشش سے بحری بیڑے کا اب قیام بحر روم میں ہوگیا اور بیزنطی اس ملک سے نکالے گئے، اسلامی بحری بیڑے میں مصر، شام، شمالی افریقہ اور اندلس کے بیڑے بھی شامل ہوگئے۔ جزیرہ کریٹ کی فتح اور اس میں مسلمانوں کے قیام کی داستان بہت ہی عجیب اور عجیب و غریب ہے اسلامی تاریخ کی کتابوں میں اس کا تذکرہ ملتا ہے۔

اندلس میں خلیفہ حکم کا دور حکومت ہے ۲۰۲ھ میں حکام ربض (جو قرطبہ کے قریب ہے) کے علاقہ عرب باشندے حکم کے خلاف علم بغاوت بلند کرتے ہیں لیکن یہ بغاوت کامیاب نہیں ہوتی ہے ملک میں خود اس کو ناکام بنا دیا جاتا ہے اور اس سازش

←

کا قلع قمع کر دیا جاتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں ان باغیوں کو وطن سے نکالا گیا ان کے گھروں کو مسمار کر دیا گیا مجبوراً یہ لوگ اندلس کو چھوڑ کر مغربی ملکوں کی طرف جانے لگے۔ کچھ لوگوں نے مصر میں پناہ لیا ایسے لوگوں کی تعداد بچوں اور عورتوں کے علاوہ تقریباً ۱۵ ہزار تھی۔ مصر میں آسانی سے ان کو پناہ مل گئی اکثر لوگوں نے اسکندریہ کو اپنا مستقر بنایا۔ مصر میں ان کا قیام تاریخ کی کتابوں کے مطابق ۱۰ سال تک رہا۔

ابھی تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ مصر میں بھی انقلاب آیا جس میں اندلس کے باشندے بھی شامل تھے تو خلیفہ مامون نے اپنے معتمد مشہور سپہ سالار عبد اللہ بن طاہر کو اس بغاوت پر کچلنے کا حکم دیا تو عبد اللہ بن طاہر نے اندلس کے پناہ گزینوں سے کہا کہ بحری بیڑے تیار کرو اور ان کے لئے ہر قسم کے اسلحے اور اس سلسلہ میں ہر قسم کی امداد فراہم کی گئی تو یہ جانباز قوم جہاد کے لئے تیار ہو گئی اور جزیرہ کریٹ کو فتح کرنے کا عزم مصمم کر لیا یہ پہلی قوم تھی جس نے بیزنطی حکومت کی کمزوری کا پردہ چاک کیا تھا اور اسلامی بحری بیڑے کی برتری بیزنطی بیڑے پر ظاہر کر دی۔

دس ہزار مجاہدین کا یہ عظیم قافلہ ۴۰ کشتیوں پر سوار ہو کر اسکندریہ کے سمندر کو چیرتا ہوا روانہ ہوا جس کے دل میں تمناؤں اور آرزوؤں کی ایک نئی دنیا تھی جس کو ذاتی مفاد سے کوئی وابستگی نہیں تھی جس کو صرف خدا و رسول کا خوف تھا۔ جو اسلام کا پیغام عام کرنا چاہتا تھا۔

یہ مبارک سفر ایک بہادر اور جانباز سپہ سالار ابو عمر حفص بن عیسی اندلسی (جو ابو حفص البلوطی کے نام سے مشہور ہے۔ بیزنطیوں کے قول کے مطابق ان کا نام ابو حفص تھا) کی قیادت میں ہوا۔ جب یہ قافلہ جزیرہ کریٹ کے ساحل پر پہونچا تو اپنی کشتیوں کو لنگر انداز کر کے اس جزیرہ پر حملہ کر دیا۔ بیزنطیوں کے جتنے حامی تھے وہ سب کے سب بھاگ کھڑے ہوئے یا بکمال آسانی سے جزیرہ پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا اور ابھی ۸۲۸ء کا زمانہ آیا ہی تھا کہ اس جزیرہ کے کونہ کونہ میں اسلام کی صدائیں گونجنے لگیں اور ہر طرف اسلام کا جھنڈا لہرانے لگا۔

تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب حضرت ابو حفص نے جزیرہ کے ساحل پر کشتیوں کو لنگر انداز کر دیا تو اس کے بعد اپنی تمام کشتیوں کو جلا دینے کا حکم دے دیا تاکہ دوبارہ وطن لوٹنے کی فکر باقی نہ رہے۔ جیسا کہ طارق ابن زیاد فاتح اندلس نے اندلس کے فتح کے موقع پر کیا تھا اس نے اپنے لشکر والوں کو خطاب کیا اور کہا کہ تمہیں کس چیز کا شکوہ ہے کس چیز کا ڈر ہے فتح

جہاد کے لئے ایسے سرزمین میں آئے ہو جس میں دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی ہیں یہ زمین تمہاری زمین ہے اس میں آرام کرو اور اپنے وطن لوٹنے کا خواب نہ دیکھو۔"

ابن خلدون نے لکھا ہے کہ "اس وقت مسلمان بحر روم کے تمام علاقوں پر قابض ہو گئے تھے اس میں ان کی حکومت اور سلطنت کی دھاک بیٹھ گئی تھی خاص کر کے جزیرہ کریٹ، سسلی، قبرص اور اس کے علاوہ دوسرے جزیروں میں تو ان کا طوطی بولنے لگا تھا۔

(۳) غلبہ کی اہمیت:

وقت گزرتا گیا حالات میں تبدیلی ہوتی رہی مسلمان اس جزیرہ پر حکومت کرتے رہے اب اس کو بین الاقوامی شہرت حاصل ہو چکی تھی اس لئے جزیرہ کو زیر نگیں کرنے کے لئے بیزنطی ہاتھ پیر مارنے لگے۔ اس سلسلہ میں ہمیشہ وہ تیار رہتے۔ دس سال کے اندر اندر انہوں نے چار حملے کئے لیکن شکست کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا مسلمانوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اور ان کی ہر سازش کا ناکام بنا دیا لیکن اس کے باوجود پھر دوبارہ بحری بیڑہ تیار کرا کے بیزنطی کے زمانہ نے حملہ کرنے کی کوشش کی۔ مگر اس میں بھی اس کو کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔

اس کے بعد مسلمانوں نے اپنی قوت و طاقت کو دوبارہ جمع کیا اور بیزنطی شہنشاہیت کا خاتمہ کر دینے کا تہیہ کر لیا مسلمانوں نے بیزنطیوں کے دوسرے مشہور شہر پر حملہ کر دیا اور اس میں مسلمان فتحیاب ہوئے۔ اس شہر کے باشندوں کو جن کی تعداد تقریباً ۳۰ ہزار تھی قید کر لئے گئے جب معتصم کا دور آیا اور بیزنطیوں نے مسلمانوں پر ظلم ڈھانے کے لئے حملہ کرنے کی کوشش کی تو اس نے جزیرہ کریٹ کے مسلمانوں کی مدد کے لئے ایک بحری بیڑہ روانہ کیا جس میں ۷۰ کشتیاں تھیں لیکن سوء اتفاق کہ سمندر میں زبردست طوفان سے سابقہ پڑا جس سے سات کشتیوں کے علاوہ اور باقی نہ بچیں۔ یہی باقی سات کشتیاں مسلمانوں کی مدد کے لئے پہونچ سکی تھیں لیکن ۸۴۳ء میں بیزنطیوں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں بعض مقام پر کامیابی حاصل ہوئی جس سے جزیرہ کے مسلمانوں کی ساکھ کچھ گر گئی اور مزید کشمکش کا سلسلہ ۹۶۱ء تک جاری رہا لیکن مسلمان برابر خدا پر بھروسہ کرتے رہے جس سے ان کو کامیابی حاصل ہوتی رہی۔

(۴) اسلامی ثقافت و تہذیب:

اس جزیرہ پر مسلمانوں کے قبضہ ہونے کے بعد اس کی ایک راجدھانی بنائی گئی اور اس کی حفاظت و سلامتی کے لئے مسلح افواج تیار کئے گئے اور چاروں طرف خندقیں کھدوائی گئیں عرب والے اس راجدھانی کو خاندیا و کاندیا کے نام سے موسوم کرتے ہیں صرف راجدھانی بنا کر بیٹھ نہیں گئے بلکہ اس کی تعمیر و ترقی کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے کیونکہ وہ ایک مہذب و متمدن قوم تھی جس نے اندلس میں بھی تعمیر و ترقی کے مشہور یادگار چھوڑے اور مصر میں بھی۔ جس نے جزیرہ کریٹ میں ۷۹ خوبصورت نئے شہر بسائے جس کی شاندار اور فلک بوس عمارتیں مشہور تھیں ان عمارتوں میں قرآن کے آیات بھی نقش تھے جس سے ان کی فن تعمیر و ترقی اور دلچسپی اور ذوق سلیم کا پتہ چلتا ہے۔ ایسے خوبصورت محل اور ایوان تیار کئے جس میں بڑے بڑے پارک تھے۔ اس کے علاوہ مذہبی یادگاریں بھی بنوائیں مسجدوں کی کثرت، تعلیم گاہوں اور کالجوں کی زیادتی سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے اندر دین کا جذبہ تعاون سے لگاؤ اور بے مدشفقت تھا ان کے یہاں دولت کی فراوانی تھی، ہوٹل اور مسافر خانے غسل خانے کی کثرت سے معلوم ہوتا ہے کہ عربی اسلامی تہذیب کا اثر اس پر کافی پڑ چکا تھا۔

اقتصادی، معاشی، علمی، سیاسی، اخلاقی ہر میدان میں ان کا دائرہ وسیع ہوتا گیا یہی وجہ ہے کہ یورپ بھی اس تہذیب کا اثر پڑا۔ اسلام کی اشاعت کو حکومت اپنا فرض سمجھتی تھی اس کے لئے مختلف قسم کے وسائل و ذرائع بھی مہیا کئے جس سے اس کے اکثر باشندے اسلام کے قریب ہوتے گئے۔ دینی تعلیم کا جذبہ اتنا تھا گویا ہر فرد کے لئے عربی زبان کا سیکھنا، قرآن کا حفظ کرنا ضروری تھا۔ اسلامی کلچر و تہذیب کا اثر ایک حیثیت سے اس جزیرہ پر اتنا پڑا کہ شاید دوسرے اسلامی ممالک پر پڑا ہو۔

خاص طور سے اقتصادی معاملہ میں اس جزیرہ کو بین الاقوامی شہرت حاصل ہو گئی تھی اس کی راجدھانی خاندیا میں بڑی بڑی منڈیاں اور بڑے بڑے بازار لگنے لگے تھے جس میں چین اور مشرقی اور شمالی افریقہ کے سامان آتے اور اس کے سامان یورپ میں بھیجے جاتے تھے۔ مسلمانوں کے آنے کے بعد ازدواجی مسئلہ سامنے آیا تو انہوں نے بغیر جھجک وہاں کے باشندوں سے شادی کی، جس سے تعلقات میں مزید سدھار پیدا ہوا، بغض و عداوت کی حائل دیوار منہدم ہو گئی، اور ان کی ساکھ مضبوط ہو گئی۔

تہذیبی ارتقاء کے پیش نظر اس جزیرہ کو مختلف صوبوں میں تقسیم کر دیا گیا اور ہر صوبہ کے الگ الگ حاکم مقرر کر دئے گئے۔ اس کے مختلف شہروں میں بڑے بڑے علماء کرام محدثین، فقہاء، اور ادباء پیدا ہوئے جنکی نظیر ملنی مشکل ہے۔

اس کے علاوہ حکومت نے زراعت پر کافی زور دیا جس سے ان کی معاشی حالت ہمیشہ اچھی رہی اس سلسلہ میں لگان بھی مقرر کیا گیا جس کا وجود اس سے پہلے نہیں تھا۔

غرضیکہ یہ جزیرہ اس وقت تہذیب و تمدن کے ایسے مقام پر پہونچ گیا تھا جس پر آج بھی فخر کیا جا سکتا ہے۔

اسلامی ثقافت کا خاتمہ اور مسلمانوں کا اخراج:

جب عباسیوں اور فاطمیوں کے درمیان جنگ شروع ہوئی تو اس کا اثر جزیرہ کریٹ پر بھی پڑا نیز جزیرہ قبرص پر بیزنطیوں کے غلبہ کی وجہ سے یہاں کے حالات میں تبدیلی آئی۔ بیزنطیوں نے جزیرہ کریٹ پر حملہ کی غرض سے ایک بہت بڑا بحری بیڑہ تیار کیا جس میں دو ہزار جنگی کشتیاں اور اس کے علاوہ ۳۶۰ ایسی کشتیاں تھیں جن پر ساز و سامان لادا جا سکتا تھا بیزنطی بیڑے نے جزیرہ کریٹ کی راجدھانی خاندیا پر حملہ کر دیا سلطان عبد العزیز کا دور حکومت تھا جو فاتح کریٹ ابو حفص اقریطشی کے بعد خلیفہ ہوئے تھے۔ جنگ مسلسل کئی دنوں تک جاری رہی یہاں تک کہ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ۹۶۱ء میں مسلمانوں کی شکست ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے علم و تہذیب کی یہ دنیا جس کے لئے مسلمانوں نے اپنے خون کی قربانی دی تھی ان کے ہاتھ سے نکل گئی۔ اور بیزنطیوں کا اس پر قبضہ ہو گیا۔ بغض و عناد اور مسلمانوں سے ذاتی دشمنی کی بنا پر ان کے بنائے ہوئے یادگاروں، عمارتوں اور فلک بوس عمارتوں کو منہدم کر دیا گیا۔ سلطان سلطان عبد العزیز کے ساتھ قسطنطنیہ چلے گئے باقی جو مسلمان بچے وہ ان سے مغلوب و مرعوب ہو گئے۔ لیکن اس کے بعد دین اسلامی کی اشاعت و ترویج کے لئے بارہا کوششیں بھی کیں۔ تاریخ اسلام ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ لیکن ابھی تک ان کو اس سلسلہ میں کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔

خدا کرے کہ وہ زمانہ آئے۔ اور اسلام کا جھنڈا اس جزیرہ پر پھر لہرانے لگے۔

ندوہ کے شب و روز

سعد المحسن، درجہ ششم عربی

اس بزم کی ہے ہر صبح حسیں ہر شام ہے اسکی نورانی

علم وعمل کی جیتی جاگتی تصویر!

خدا کا لاکھ لاکھ احسان وکرم ہے کہ طلبہ دار العلوم ندوۃ العلماء علم کے ساتھ ساتھ عملی میدان میں بھی پیش پیش ہیں۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ طلباء دار العلوم ہر ہفتہ بدھ کے دن شبلی ہوسٹل، رحمانیہ ہوسٹل میں گشت کرتے ہیں اور معتد بہ تعداد تیار ہو کر جمعرات کے دن بعد نماز عصر شہر کے مختلف محلوں میں اپنے بھائیوں تک علوم نبوت کی اس روشنی کو پہونچانے کے لئے جاتی ہے جو اس سے بے بہرہ ہیں۔ طلبہ بعد نماز مغرب اور بعد نماز فجر و جمعہ لوگوں کے سامنے تقریر کرتے اور ان کے اندر دینی حمیت اور جوش ایمان کو جو بجھ چکا ہے پیدا کرتے اور ابھارتے ہیں۔ ایک معتد بہ تعداد ہر ہفتہ مرکز بھی جاتی ہے۔ جماعت کے امیران دنوں جناب رضوان صاحب درجہ ہشتم عربی اور نائب امیر جناب عامر خاں صاحب ٹونکی درجہ ششم عربی ہیں۔

ایک معلومات افزا تقریر:

پچھلے ہفتہ حضرۃ الاستاد جناب مولانا ابو العرفان خاں صاحب ندوی کی ایک بصیرت افروز تقریر "مسلمانوں کے مختلف فرقے اور ان کا تاریخی پس منظر" کے عنوان پر ہوئی۔ اس میں انہوں نے صحابہ کرام کے دور سے لیکر محدثین عظام کے دور تک مختلف فرقوں کا تاریخی علمی تجزیہ کیا اور ان فرقوں کی بنیادی غلطیوں کی نشاندہی کی۔ طلبہ کثیر تعداد میں شریک تھے جلسہ جمالیہ ہال میں ہوا۔ تقریر تقریباً ۱½ گھنٹے ہوئی اور ۹ بجے شب میں جلسہ ختم ہوا۔

مولانا مدظلہ العالی کا سفر حجاز:

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی مدظلہ (ناظم دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ) جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی میٹنگ میں شرکت کی غرض سے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے ہیں۔ آپ کے ساتھ حضرت مولانا محمد رابع صاحب ندوی بھی تشریف لے گئے ہیں۔ وہاں سے کب تک واپسی ہوگی اس کی ابھی کوئی اطلاع نہیں ہے۔ اطلاع ملنے کے بعد اس کا اعلان کر دیا جائے گا۔

ثانویہ کی عمارت زیر تعمیر:

دار العلوم ندوۃ العلماء کے تحت ایک ثانوی درسگاہ بھی ہے جس میں ہشتم ثانویہ اور چہارم عربی تک کی تعلیم ہوتی ہے اس کے بعد طلباء دار العلوم آجاتے ہیں جہاں پنجم عربی سے ان کی تعلیم شروع ہوتی ہے۔ اسی ثانویہ کی عمارت کا بعض حصہ مخدوش ہو گیا تھا جس میں لڑکوں کو پڑھنے میں دقت ہوتی تھی لہذا اس کو توڑ کر از سر نو اس کی عمارت تعمیر ہو رہی ہے تاکہ بچے فکر تشیمن سے آزاد رہ کر اپنا تعلیمی انہماک جاری رکھیں۔

دار العلوم کے جمالیہ ہال میں ایک جلسے کا انعقاد ہوا اور دراصل یہ کڑی ہے اس جلسے کی جسے طلباء دار العلوم ہفتہ میں ایک بار مختلف عناوین پر محاضرات کی شکل میں پیش کرنے کے لئے منعقد کرتے ہیں اور کثیر تعداد میں اس میں شریک ہوتے ہیں۔ جلسہ تین بجے سے شروع ہوا، جلسے کی صدارت حضرت مولانا سعید الرحمن صاحب نے کی۔ موصوف "البعث الاسلامی" کے معاون ایڈیٹر ہیں جو ہندوستان ہی نہیں بلکہ عرب دنیا کے موقر رسائل میں سے ایک ہے۔ طلباء کے علاوہ دیگر اساتذہ کرام مولانا و شیخ رشید صاحب ندوی، مولانا شمس الحق صاحب ندوی، مولانا شفیق الرحمن صاحب ندوی، اور مولانا عبد اللہ صاحب ندوی بھی موجود تھے۔ جلسہ سنجیدگی، وقار اور سکون کا اعلی نمونہ تھا۔ اس پرسکون عالم میں جناب محبوب عالم صاحب پورنوی (طالب علم درجہ فضیلت) نے اپنا مقالہ "الحیاۃ الجاھلیۃ قبل الاسلام" پڑھا، اس کے بعد طلباء نے سوالات کئے اور مقالہ نگار نے جواب دیا۔ اخیر میں صدر موصوف نے اپنی صدارتی تقریر فرمائی جو فصاحت و بلاغت اور نطق اعراب کا بہترین نمونہ تھی۔

عصر کی اذان پر جلسہ کا اختتام ہوا اس کے ساتھ ہی ناظم صاحب الاصلاح نے عصرانہ کی پیش کش کی اور ندوۃ العلماء کی کینٹین میں یہ علمی خبر تکمیل کو پہونچا۔

شعبۂ حفظ:

الحمد للہ شعبۂ حفظ میں دن دونی رات چوگنی ترقی ہو رہی ہے۔ طلباء کا انہماک دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بانفع نفس اس بات کی صدا لگا رہا ہو کہ یہ ان میں سے نہیں ہیں جن کے بارے میں کسی شاعر نے کہا ہے ؎

گر تو قرآں بدیں نمط خوانی
ببری رونق مسلمانی

یعنی اگر تم اس طریقے پر قرآن مجید پڑھتے رہے تو مسلمانی شرافت وعزت اور رونق کو کھو بیٹھو گے۔

بلکہ وہ روشن تارے ہیں جو بھٹکے ہوؤں کے لئے مشعل راہ ثابت ہوں گے۔ اللہ تعالی ہاتف غیبی کی اس آرزو کو شرمندہ تعبیر کرے۔

انداز جنوں کون سا ہم میں نہیں مجنوں

عام طور سے عربی مدارس میں قرآن وحدیث و تفسیر اور دیگر علوم عربیہ کی تعلیم دی جاتی ہے، تاریخ وجغرافیہ کی تھوڑی بہت تعلیم ہوتی ہے لیکن سیاسیات اور دیگر سماجی علوم پر کما حقہ توجہ نہیں جس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ طلبہ گردو پیش کی دنیا سے بالکل بے خبر رہتے ہیں اور شہری ہونے کی حیثیت سے خود اپنے حقوق و فرائض نہیں جانتے دوسرے کہاں تک ان سے مستفید ہونگے لیکن دار العلوم نے تمام مضامین کے ساتھ سیاسیات کی بھی تعلیم کو ملحوظ رکھا ہے۔ جس کی باضابطہ تعلیم ہفتہ میں دو روز ہوتی ہے۔ استاذ محترم مولانا اسحق جلیس صاحب ندوی ایڈیٹر تعمیر حیات اپنے مخصوص انداز میں لکچر دیتے ہیں۔ کثیر تعداد میں طلبا اس میں شریک ہوتے اور مختلف سوالات کے ذریعہ اپنی معلومات میں اضافہ کرتے ہیں، ندوہ کا یہ وہ اقدام ہے جو تمام مدارس کے لئے یکساں طور پر مفید نیز قابل تقلید ہے۔

کھیل

ششماہی امتحان کی وجہ سے نٹ بال، والی بال بند کر دیا گیا تھا۔ اب اس کا باقاعدہ شروع ہو چکا ہے۔ عصر کی نماز کے بعد لڑکے اپنی اپنی پسند اور دلچسپی کے کھیلوں میں شریک ہوتے ہیں ہفتہ اور مہینے میں آپس میں میچ وغیرہ کا پروگرام بھی رکھتے ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ کہ کھیل کے اندر بھی ندوی روایات کا خیال رکھتے ہیں جس سے یہ منظر ناظرین کے لئے اور دلکش ہو جاتا ہے۔

ضرورت ہے

ایک تجربہ کار ٹیچر کی جو عربی زبان میں مطالعہ تحریر اور گفتگو کی مشق کرا سکے۔

معیار:- عربی میں کسی اعلیٰ درسگاہ کا "فاضل" (مساوی ایم۔ اے) ہونا، عربی کے درس اور اردو، انگریزی زبان پر قادر۔

تجربہ:- کم از کم پانچ سالہ تدریس کا تجربہ

تنخواہ:- تنخواہ کا تعین معیار تعلیم اور تجربہ کی بنیاد پر طے ہوگا، تاہم درخواست دہندہ اپنی مطلوبہ تنخواہ کا ذکر کر سکتا ہے۔

خواہش مند حضرات

اپنی اسناد اور دیگر سرٹیفکٹس کی نقول کیساتھ درج ذیل پتہ پر درخواست بھیجیں۔

(پتہ انگریزی میں ہو)

دی پریسیڈنٹ مہاراشٹر کاسموپالیٹن ایجوکیشن سوسائٹی، خان بہادر مدیت اللہ روڈ، نیو مودی خانہ پونہ ۱ (مہاراشٹر)